"امام بخاری علیہ رحمۃ کا تعارف"

1. نام و لقب و کنیت:-

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری الجعفی ہے

2. تاریخ پیدائش و مقام پیدائش

امام بخاری 13 شوال 194ھ میں ماوراء النہر کے مشہور شہر بخارہ میں پیدا ہوئے امام بخاری کے والد اسماعیل بن الجعفی مغیرہ الجعفی عظیم محدث اور ایک صالح بزرگ تھے۔

امام بخاری کے جد امجد مغیرہ بن بردز جعفی مجوسی تھے اور اس زمانہ میں بخارا کے حاکم یمان جعفی کے ہاتھ پر مشرف بالاسلام ہوئے اور اسی نسبت سے جعفی کہلائے امام بخاری کو بھی جعفی اسی سبب سے کہا جاتا ہے۔

3. ابتدائی حالات -

امام بخاری کے ایام بچپن میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا اور پرورش کی ذمہ داری آپ والدہ نے سنبھال لی تھی صغر سن میں ہی امام بخاری نابینا ہو گئے تھے اس وقت کے مشہور اطباء اور معالجین سے رجوع کیا مگر کسی کی پیش نہ جاسکی آپ کی والدہ بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں انہوں نے اللہ عزوجل سے فریاد کی اور اپنے لخت جگر کے لئے بصارت مانگی بالآخر دریاء رحمت جوش میں آیا اور ایک رات خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور آپ علیہ السلام نے

فرمایا کہ اللہ عزوجل نے تمہاری آہ و بکا کی
کثرت کے سبب تمہارے بیٹے کی بصارت لوٹا دی ہے
امام بخاری صبح جب اٹھے تو ان کی آنکھیں روشن تھیں

۵. تعلیم و تربیت

ابتدائی اور ضروری تعلیم حاصل کرنے
کے بعد جب امام بخاری کی عمر دس سال کو پہنچی تو اللہ
تعالیٰ نے آپ کے دل میں علم حدیث کا شوق پیدا کیا اور
آپ نے بخارا کے درس حدیث میں داخلہ لیا علم حدیث
کو انتہائی کاوش و محنت سے حاصل کیا اور متن کو محفوظ رکھا
اور اس کے ایک ایک راوی کو ضبط کیا۔

۶. اساتذہ و مشائخ

امام بخاری کے اساتذہ و مشائخ کی تعداد
بہت زیادہ ہے آپ نے شہر بہ شہر قریہ در قریہ جا کر علم حدیث
حاصل کیا یوں تو ایک ہزار سے زیادہ ہے جن میں چند
محدثین کی تعداد یہ ہیں

١. محمد بن عیسیٰ ٢. ابو عاصم النبیل ٣. عبداللہ بن صالح
٤. عمر بن عاصم ٥. سعید بن ابی مریم

۷. تلامذہ کرام

١. مسلم بن حجاج ٢. ابو عبدالرحمٰن نسائی
٣. ابو عیسیٰ ترمذی ٤. اسحاق بن داؤد
٥. علی بن حماس

7) تصانیف

۱. الجامع الصحیح ۲. التاریخ الکبیر ۳. التاریخ الاوسط
۴. التاریخ الصغیر ۵. الکتاب العلل ۶. جزء القراءۃ خلف الامام

8. وصال:

بخارا سے واپسی ہونے کے بعد امام بخاری نے سمرقند جانے کا قصد کیا ابھی سمرقند سے کئی منزل دور تھے تو آپ کو اطلاع ملی کہ اہل سمرقند میں آپ کے بارے میں دو آراء ہو گئی ہیں یہ سن کر آپ وہیں راستے میں خرتنگ نامی بستی میں رک گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا یہ زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہوتی جا رہی ہے۔ مجھے اپنے پاس بلا لیں اس دعا کے بعد آپ بیمار پڑ گئے اسی اثناء میں اہل سمرقند نے بلانے کے لئے آپ کے پاس قاصد بھیجا آپ جانے کے لئے تیار ہوئے مگر طاقت نے ساتھ نہ دیا چند دعائیں پڑھیں اور لیٹ گئے جسم سے پسینہ بہنا شروع ہوا ابھی تک وہ سوکھا بھی نہ تھا کہ آپ نے جان سپرد کر دی اسی طرح یکم شوال کو 256ھ میں 62 سال کی زندگی گزار کر رات کے وقت علم و فضل کا وہ آفتاب غروب ہو گیا جس کے علم و عمل کی روشنی سے سمرقند بخارا بغداد اور نیشاپور کے عوام و خواص اپنے دل و دماغ کو منور کر رہے تھے

9. "الصحیح البخاری"

وجہ تسمیہ -

امام بخاری نے اپنی صحیح کا نام —
الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

رکھا ہے جس عوام و خواص میں وہ کتاب
صحیح بخاری کے نام سے مشہور ہوئی۔

امام بخاری کی تصانیف یوں تو زیادہ ہیں لیکن جو عظمت شہرت و مقبولیت اس کتاب کے حصے میں آئی وہ کسی کو حاصل نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ تمام امہات الکتب الحدیث میں جو مقام صحیح بخاری کو ملا وہ کسی کو نہ ملا۔

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ صحیح بخاری قرآن پاک کے بعد زیادہ صحیح کتاب روئے زمین پر موجود نہیں

10 • سببِ تالیف •

اسی زمانے میں خواب دیکھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا پنکھا جھل کر مکھیاں اڑا رہے ہیں اس خواب کی یہ تعبیر بتائی گئی کہ امام بخاری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جھوٹی باتوں منسوب کی ہوئی دور کریں گے اس خواب کے بعد امام بخاری نے صحیح احادیث جمع کرنے کا پختہ عزم کر لیا

• اسلوب •

امام بخاری ترجمۃ الباب کے اثبات کے لئے سب سے پہلے قرآن پاک کی آیت پیش کرتے ہیں پھر کبھی اسی پر اکتفاء کرتے ہیں

اور ارشاد

اسکے بعد اس باب کے تحت اپنی پوری سند سے
تحت حدیث کو روایت کرتے ہیں اور کبھی سند معلق سے حدیث وارد
کرتے ہیں اور کبھی بغیر سند حدیث ذکر کردیتے ہیں

امام بخاری کبھی باب کے تحت احادیث کثیرہ روایت
کرتے ہیں اور کبھی صرف ایک ذکر کرتے ہیں
کبھی ایک حدیث کو متعدد جگہ ذکر تے ہیں اور اس
سے انکا مقصد اس حدیث سے متعدد مسائل کا استنباط ہوتا ہے

• الباب المناقب •

المناقب منقبت کی جمع ہے یعنی معراج۔

فضیلت کو منقبت اسی لئے کہتے ہیں کہ کسی
کسی فضیلت شئے کو مخالف کے دل میں معراج سمجھانا
ہے یہ معراج ہے اس سے مراد نیکی ہے

۲ یت ۔۔ من ذکر و انثٰی

یہاں ذکر سے مراد آدم علیہ السلام •
انثی سے حوا رضی اللہ عنہا

شعوب وقبائل

شعوب شعب کی جمع ہے قبائل سے
مجموعہ کو شعوب کہتے ہیں جیسے مضر و ربیعہ قبائل
یعنی جماعت ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں
جیسے حضرت اسحاق کی ایک جماعت قریش و تمیم

شان نزول

امام بیہقی اپنی سنن میں روایت کرتے
ہیں بنو بیاضہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی عورت کا ابو ھند
سے نکاح کردے انہوں نے کہا یا رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا
ہم اپنی بیٹیوں کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلاموں سے کردے اس
وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم نے تمہیں ایک مرد و عورت
سے پیدا کیا ہے

اس میں رشتے داروں سے حسن سلوک کرنے
کا حکم دیا گیا ہے قطع تعلقی سے منع کیا گیا ہے

حدیث ۹:
قال "انتقاهم"

اس حدیث میں سب سے زیادہ معزز کا ذکر ہے وہ متقی ہے اور متقی وہ ہے جو رضائے الٰہی طلب کرے ہر کام میں اور صغیرہ کبیرہ گناہ سے بچے۔

قال فیوسف نبی اللہ:-

حدیث کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام سب سے زیادہ متقی ہیں کیونکہ جو اپنے رب سے ڈرتا ہے وہی معزز ہوتا ہے، اور وہ اللہ عزوجل کے خوف کے سبب مباحات سے بھی بچتا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام متقی و پرہیزگار ہونے کے ساتھ

من مضر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مضر و ربیعہ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان تھے اور وہ ~~حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم~~ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر تھے جب لوگوں میں اختلاف ہو تو ہم مضر کے ساتھ ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا نسب کی معارفت ضروری ہے

۱: شعوب:

قبیلہ ایک دادہ کی اولاد کو کہتے ہیں اونچا قبیلہ شعب ہے اس کے نیچے قبیلہ اسکے نیچے عمارت اس کے نیچے بطن اس کے نیچے فخذ جیسے اردو میں خاندان نسب قبیلہ وغیرہ

حدیث ۵.۶ "معادن"

حاشیہ:

لوگوں کو معادن کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح معادنیات مختلف جواہر پر

مشتمل ہوتی ہیں ان میں سے بعض عمدہ ہر
قسم کے جواہر ہوتے ہیں اسی طرح لوگ بھی ہر قسم کے ہوتے
ہیں۔ پس جو زمانہ جاہلیت میں شریف ہوا تو اسلام
لاکر ان کی شرافت اور اضافہ ہو گیا۔ اگر وہ دین کی فہم حاصل
کر لیں تو اعلیٰ مرتبے تک پہنچ جائے

واذ فقهوا

فقہ کا اصل بمعنی فہم فراست ہے دین کی سمجھ رکھنے
والے کو فقیہ کہتے ہیں یہ اعلیٰ درجے کے لوگ ہیں

کراہتا لهذا الشأن ۔۔

کہ ان احادیث میں عمارت کے نہ پسند کرنے
والے کو عمدہ کہا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو معلوم
ہے کہ لوگوں کے درمیان عدل کرنا مشکل ہے اور جو عمل
نہیں کریں گے انکی آخرت مشکل میں پڑ جائے گی

باب۔ حدیث
"إلا مودة في القربى" آیت

اس کی تفسیر کے کئی اقوال ہیں

قول الاول: اس سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے محبت رکھی جائے اور وہ اہل بیت ہیں

قول الثانی: اس سے مراد قریش سے محبت رکھنا ہے

قول الثالث: اس سے مراد صرف سیدتنا فاطمۃ رضی اللہ عنہا کی
اولاد ہے

قول الرابع: ابو عبید نے فرمایا جو اللہ کا مقرب ہو اس سے محبت رکھی جائے

حدیث:

جاءت الفتن:

کفر کا سر مشرق کی طرف ہے اس وقت مشرقیوں کا کفر بہت شدید تھا کیونکہ فارسیوں کا ملک اور انکے موافقین مشرق کی جانب تھے اور یہ لوگ بہت قوی و کثیر تھے اور یہ بھی ہے کہ دجال بھی مشرق کی جانب سے آئے گا۔ مشرقیوں کی کفر کی شدت یہ ہوگی کہ آگ کی پوجا کرتے رہیں گے اور انکی یہ آگ ایک سال تک بھی نا بجھے گی

حدیث:

الایمان یمان

* اسکی وجہ یہ ہے کہ ایمان کی ابتدا مکہ سے ہوئی تھی اور مکہ تہامہ میں سے ہے اور تہامہ یمن میں ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ کعبہ یمانیہ ہے۔

* ایک قول کے مطابق یہ قول انصار کے لئے تھا اور انھوں نے ایمان و مسلمانوں کی نصرت کی تھی اور انکو اپنے گھروں میں جگہ دی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف نسبت کی تھی

۵. **بطن القریش ۔**

قریش فہر بن مالک کا نام ہے اور جو انکی اولاد ہے جیسے وہ قریشی ہیں فہر کی ماں نے جو اسکا نام رکھا وہ قریش تھا

فہرین ہے جبکہ بن [illegible] یہ لفظ مونث ہے اور بعض کے نزدیک مذکر و مونث دونوں کو شامل ہے

قریش کے بارے میں اختلاف ۔

۱. **وجہ تسمیہ** عبدالملک بن مروان نے کہا قصی کو قریش کہا جاتا ہے
صحیح جمہور کا قول ہے اور وہ ہے نضر ہے اور وہ قول کے مطابق فہر ہے جو کہ صحیح قول ہے

۲. **وجہ تسمیہ** قریش کا لفظ تقرش سے بنا ہے بمعنی کسب کرنا۔ تجارت کرنا قریش تجارت کیا کرتے تھے

۳. **وجہ تسمیہ** قریش کو قریش اس لئے کہا گیا ہے کہ متفرق امور کے جامع تھے اور جامع کو قریش کہا جاتا ہے

۴. **وجہ تسمیہ** بعض کے نزدیک نضر کو قریش اس لئے کہا گیا ہے وہ حاجات پوری کرتے تھے قریش کا معنی ہے حاجات کو قطع کرنا اور قریش کے معنی قطع کرنا ہے

vivo Y20 2023.02.20 19:17

حضرت عبداللہ نے فرمایا،

قریش قریش کی تصغیر ہے اور قریش نام
کا سمندر میں ایک جانور ہے جو ہر چھوٹے بڑے جانور کو کھا جاتا ہے

قریش سے متعلق حدیث

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے قریش کی اہانت کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کردیگا

فیض معاویہ اعتراض اول

حضرت معاویہ نے حضرت عبداللہ کی روایت کا انکار کیا اس انکار پر یہ اعتراض ہے کہ قریش میں اسی وقت تک خلافت رہے گی جب تک وہ دین پر قائم رہیں گے اور ہو سکتا ہے وہ قرب قیامت تک دین پر رہیں اور ان سے خلافت جاتی رہے بنو قحطان میں سے کوئی شخص خلافت کو چھین لے

دوسرا اعتراض،

حضرت معاویہ نے حضرت عبداللہ کی روایت اس پر محمول کیا کہ بنو قحطان تمام بلاد اسلام پر قابض ہو کر اپنی خلافت کو قائم کریں گے ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو کی مراد یہ ہو کہ وہ کسی صوبہ یا کسی شہر میں حکومت کریں گے اور انکی مراد خلافت کو قائم کرنا ہو

جواب،

حضرت معاویہ کا اعتراض درست نہیں عبداللہ بن عمرو نے جو خبر دی وہ درست ہے

• اِنَّ هذا الامر فی قریش •

ابھی بھی قریش کی عرب کے ممالک میں حکومت ہے اسی طرح مصر میں خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے

علامہ عینی علیہ رحمہ فرماتے ہیں کہ یونس سے زیادہ عرب کے ممالک میں خلیفہ ہے کیونکہ ایک سے زائد خلیفہ جائز نہیں شارع علیہ السلام کی بیعت کرنے اسے پورا کرنے کا حکم دیا ہے پھر جو اس خلافت میں جھگڑا کرے اسکی گردن مارنے کا حکم دیا گیا ہے

حدیث میں قولہ علیہ السلام خلافت تیس 30 سال رہے گی اس کے بعد ملک رہے گا (حکومت)

حضرت ابوبکر کی 2 سال
حضرت عثمان کی 12 سال
حضرت عمر کی 10 سال
حضرت علی کی 6 سال رضی اللہ عنہم
بعض کے نزدیک ساڑھے پانچ سال
امام حسن علیہ السلام رضی اللہ عنہ کی خلافت 6 ماہ رہی
اسی طرح خلافت 30 سال رہی

اعتراض حدیث

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا لوگوں کا معاملہ اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک انکی خلافت و ولایت 12 مردوں میں رہے گی پھر چپکے سے فرمایا سب قریش سے ہونگے

جواب :

ان دونوں احادیث میں تعارض نہیں پہلی
حدیث میں مسلسل کے ساتھ خلافت تیس سال تک رہے
گی دوسری میں ہے کہ بارہ مردوں میں خلافت رہے گی خواہ
وہ مرتب درپے ہوں یا متفرق ہوں
حضرت علی کے بعد حضرت امام حسن خلیفہ ہوئے
چھٹے خلیفہ معاویہ رضی اللہ عنہ ساتویں عمر بن عبدالعزیز
آٹھویں امام مہدی پھر ان کے بعد تین اور خلیفہ
ہوں گے۔

بنو ہاشم و بنو مطلب شئی واحد :

قرابت سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ
کے رشتہ دار ہیں یا جسے چاہتے اسے عطا فرما دیتے اور جو زیادہ
ضرورت مند ہوتا اسے عطا فرما دیتے

وصال کے بعد

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد
قرابت کے حصے میں اختلاف ہے

بعض نے فرمایا خلیفہ کے قرابتدار ہیں
اور بعض فقہاء نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کا حصہ بعد میں خلفاء کے لئے ہوتا ہے نا کہ قرابتداروں
کے لئے بعد میں یہ حصے ساز و سامان گھوڑوں کے لئے خرچ
کئے گئے

شئی واحد ؟ — حاشیہ :

یعنی برابر ہیں اور اسلام سے پہلے و بعد ان
میں کوئی فرق نہیں

زُہری؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بنو زہرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کے قرابت دار تھے کیونکہ والدہ حضرت آمنہ بنت وہب تھی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ قصی بن کلاب بن مرہ کے بھائی تھے زہرہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد کے والد تھے

بعض کہتے ہیں کہ زہرہ ایک مرد کا نام ہے زہرہ کا نام المغیرہ ہے خطیب نے کہا مغیرہ باپ کا زہرہ اسکی بیوی کا نام ہے

موالی

موالی مولی کی جمع ہے مولی کی متعدد معنی ہے لیکن یہاں بر مقام کی مناسبت سے اسکا ناصر و محب معنی ہے۔ اور مولی اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی قوم کی ضروریات کا کفیل ہو اور انکے معاملات کا مطاع ہو

حاشیہ: موالی اگر آخرہا کی شد سے ہو تو معنی ہے یہ ماتود قبائل میرے دوست و میرے پیارے ہیں اور آخرہا کی سکون سے ہو تو معنی یہ ہے کہ یہ ایک دوسرے کے اصلی دوست ہیں انکے دلوں میں غبار نہیں یعنی ساتوں کو اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے انکی وجہ سے مسلمانوں سے الفت ہے یہ کفر و کفار سے بالکل محبت نہیں رکھتے ان سے کٹے ہوئے اور ان سے بے تعلق ہیں

معلوم ہوا کہ کفار سے کٹا ہوا ہونا ایک محمود وصف ہے۔

3505

حدیث ۵: علوج نجران کا قصہ

اسی حدیث میں مذکور ہے کہ انھوں نے میم

- طرح نذر مانی تھی اور فرمایا تھا اگر میں اس سے بات کروں تو مجھ پر نذر ہے ایسی نذر میں فقہاء کا اختلاف ہے
- امام مالک ایسی نذر منعقد ہوتی لغا الیمین لازم ہے
- امام شافعی ، اس میں نذر کی اتنی مقدار فرض ہے جس پر کم سے کم نذر کا اطلاق ہو سکے ، دوسری بار یہ کہا کہ یہ قسم منعقد ہی نہ ہوتی ،
- اسی سلسلے میں روایت یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نذر کا کفارہ نذر کا کفارہ ہے ،
- ہو سکتا ہے یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ پہنچی ہو ورنہ آپ کفارہ نہ دیتی اور یہ نہ فرماتی کہ جس وقت میں نے قسم کھائی تھی اس وقت قسم معین کر دیتی حتی کہ نذر سے بری ہو جاتی اور ۴۰ غلام آزاد نہ کرتی

۔ باب نزل القرآن بلسان قریش ۔

حدیث ۱،

ان الفاظ سے مراد یہ ہے کہ جب تم اور زید بن ثابت کا کسی ہجے (املا) یا پھر اس سے مراد ہے اعراب میں اختلاف ہو جائے جیسا کہ اہل حجاز کی لغت میں ہے **ما ھذا بشرا** تمیم کی لغت میں ہے **ما ھذا بشر** تو جب الفاظ کے کسی معنی یا ہجے میں اختلاف ہو جائے تو اس کو قریش کی لغت میں لکھنا کیونکہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے جیسا کہ التابوت لفظ میں اختلاف تھا حضرت زید بن ثابت نے کہا یہ لفظ "التابوہ" ہے جبکہ دوسرے تین اصحاب نے کہا کہ یہ لفظ التابوت ہے کہ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ قریش کی لغت میں لکھو التابوت ہے

قریش کی تین جماعتوں سے مراد حضرت

عبداللہ مسعود بن المسیب، خبیب خزرجی انصاری
زبیر وہ قریش میں سے نہیں
ہیں

باب نسبت الیمن الی اسماعیل علیہ السلام

اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یمن کی
نسبت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف ہے اسی طرح ربیعہ
اور مضر کی نسبت بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف ہے
اور یمن قحطان سے ملتا ہے اس باب کی حدیث کو اس
لئے بیان کیا گیا ہے قبیلہ اسلم بن افصی یہ حضرت اسماعیل
علیہ السلام کی اولاد سے ہیں

فصل: حدیث (باب) ادعاء لغیر ابیہ

اس میں مذکور ہے کہ جس نے علم کے باوجود خود کو غیر
باپ کی طرف منسوب کیا وہ کافر ہے

اعتراض:

کہ اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا کبیرہ
گناہ ہے تو گناہ کبیرہ سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔

جواب:

اس سے مراد کفران نعمت ہے یا یہ حدیث
زجر و توبیخ پر محمول ہے یا اس سے مراد کافروں سے مشابہت
کرنا ہے یا علم ہونے کے باوجود حرام کام میں مبتلا ہونا ہے
اور حلال سمجھ کر حرام کام کرنا کفر کہلائے گا

• ادعاء قوم لیس لہ"

یہ الفاظ اس پر محمول ہیں کہ وہ شخص جو اپنا نسب کسی غیر قوم کی طرف منسوب کرے وہ سزا کا مستحق ہو جاتا ہے اور اسکا ٹھکانہ جہنم بن جاتا ہے البتہ یہ بات الگ ہے کہ کبھی سزا دی جاتی ہے کبھی توبہ کرکے سزا کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

حدیث ۵:

• یلزمہ عیشہ مالم تری

اعتراض: جھوٹا خواب بیان کرنا ہماری میں جھوٹ بولنے کی مثل ہے پھر اسکی سزا زیادہ کیوں؟

جواب: خواب نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے اور نبوت وحی سے حاصل ہوتی ہے تو جو شخص جھوٹا خواب بیان کر رہا ہو تو گویا وہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے اور جو جھوٹ اللہ پر باندھا جائے وہ دوسرے جھوٹوں کی بنسبت بڑا جھوٹ ہے وہ سزا کا مستحق ہوگا

حدیث ۶:

"انہ فتنۃ ھنا"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرق کی جانب اشارہ فرما کر فرمایا فتنہ یہاں سے آئے گا اور عراق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہی فتنہ کی جا بڑھنے کی جگہ ہی

اس سے مراد شیطان کے سر کی ایک جانب ہے اس وقت شیطان اپنے سر کو مشرق کی جانب کرتا ہے اور

جو کفار جو رہا ہو سجدہ کرتے ہیں سب کھا جاتا
کو ۔ سجدہ کرتے ہیں اسی لئے مکروہ وقتوں میں ۔ سجدہ کرنا منع ہے
پھر اس وقت کا ۔ سجدہ کافروں کے سجدہ سے مشابہ ہے

باب: ذکر اسلم، غفار، مزینة، جھینة، اشجع

اس باب میں ذکر کئے ہوئے تمام قبائل کا بیان ہے

موالی: اس کی تعریف پہلے گزر چکی ۔

حدیث ۵: غفار، اسلم کے لئے معافی اور عصیہ کے لئے دعا نہ کرنے کا سبب

علامہ خطابی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ان دو قبیلوں کے لئے دعا کی ہے کیونکہ یہ دونوں بغیر جنگ
کے اسلام داخل ہوئے قبیلہ غفار پر پہلے حجاج کی چوری کی
تہمت تھی تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا
کہ یہ داغ دھل جائے ۔ اور یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے پچھلے
گناہ معاف ہو چکے ہیں ۔ اس لئے ان کی مغفرت کی
دعا کی ۔ اور قبیلہ اسلم کے لئے سلامتی کی دعا کی لیکن ۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ عصیہ کے لئے فرمایا کہ انہوں
نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجے ہوئے
70 قاریوں کو شہید کیا تھا

غفار [illegible]

یہ لفظ یا تو خبر دے رہا ہے یا پھر مراد دعا دینا ہے اصلاً احتمال
یہ ہے کہ جملہ خبریہ ہے ۔ سالمہا بمعنی سالمہا ہے جیسے کہا جاتا ہے
قاتله الله یعنی قتله ۔ عصیہ بنی سلیم عصیہ بن سلیم کی چھوٹی
شاخ ہے

[illegible]

باب ذکر قحطان

حدیث: حتی یخرج رجل من قحطان

اس شخص کا نام جو قحطان سے نکلے گا ابن الرومیہ بن شانف ہوگا وہ اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکتا ہوا چلا جائے گا۔ ان الفاظ میں اس کی انتہائی قوت و شوکت و غلبے کی طرف اشارہ ہے گویا تمام لوگ اس کے مقابلے میں بھیڑ بکریوں کی طرح ہو گئے اور کسی کو اس کا حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا

باب ما ینہی عن دعوۃ الجاہلیہ

حدیث: ما بال دعوی اہل الجاہلیہ

اس حدیث میں ہے کہ جاہلیہ میں جب جنگ ہوتی تو ایک فریق اپنے حامی کو بلاتا تو حامی آکر اس کی مدد کرتے تھے جب اسلام آگیا وہ ظالم ہو لیکن جب احکام اسلام نے اس سے منع کیا گیا

زمانہ جاہلیہ کی چیخ و پکار کی وجہ:

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس چیخ و پکار کی وجہ بتائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ قبیح و بدنما بات ہے۔

علامہ سہیلی نے کہا جو

قول اول: جو شخص زمانہ جاہلیہ کی طرح پکارے اس

وہ یمن سے نکلے گا امام مہدی کے بعد اس کا خروج ہوگا اکثر سے
مراد لوگوں پر حکومت کرے گا

"باب ذکر قحطان"

حدیث ۱،
"حتی یخرج من رجل قحطان"

اس شخص کا نام جو قحطان سے نکلے گا ابن الرقیب بن شاکلہ ہوگا وہ اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہنکا رہے ہوتے جاتے گا ۔ ان الفاظ میں اس کی انتہائی قوت و شوکت و غلبے کی طرف اشارہ ہے گویا تمام لوگ اسکے مقابلے میں بھیڑ بکریوں کی طرح ہو گئے اور کسی کو اس کا حکم ماننے کے سواء کوئی چارہ نہ ہوگا

"باب ما ینہی عن دعوت الجاہلیہ"

حدیث ۱، مال بال دعوی اہل الجاہلیہ

اس حدیث میں جاہلیہ جاہلیۃ میں جب جنگ ہوتی تو ایک فریق اپنے حامی کو بلاتا تو حامی آ کر اس کی مدد کرتے لیکن جب اسلام آگیا وہ ظالم ہو لیکن جب احکام اسلام آئے اسی سے منع کیا گیا

زمانہ جاہلیہ کی چیخ و پکار کی وجہ:-

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس چیخ و پکار کی وجہ بتائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ چیخ و پکار بدبو دار بات ہے ۔

علامہ سہیلیؒ نے کہا جو

قول اول ، جو شخص زمانہ جاہلیہ کی طرح پکارے اس

۲۔ یہ یمن سے نکلے گا امام مہدی کے بعد اس کا خروج ہوگا ممکن ہے
مراد لوگوں پر حکومت کرے گا

"باب ذکر قحطان"

حدیث ۱،
"حتی یخرج من رجل قحطان"

اس شخص کا نام جو قحطان سے نکلے گا ابن الرقیب بن شالک ہوگا وہ اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہنکارتے ہوئے جائے گا۔ ان الفاظ میں اس کی انتہائی قوت و شوکت و غلبے کی طرف اشارہ ہے گویا تمام لوگ اسکے مقابلے میں بھیڑ بکریوں کی طرح ہو گئے اور کسی کو اسکا حکم ماننے کے سواہ کوئی چارہ نہ ہوگا

"باب ما ینہی عن دعوت الجاھلیہ"

حدیث ۱، مال بال دعوی اہل الجاھلیہ

اس حدیث میں جاھلیہ جاھلیۃ میں جب جنگ ہوتی تو ایک فریق اپنے حامی کو بلاتا تو حامی آکر اس کی مدد کرتے لیکن جب اسلام آرہے وہ ظالم ہو لیکن جب احکام اسلام نے اسی سے منع کیا گیا

زمانہ جاھلیہ کی چیخ و پکار کی وجہ:۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس چیخ و پکار کی وجہ بتائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ قبیح و بری بات ہے۔

علامہ سہیلی نے کہا جو

قول اول، جو شخص زمانہ جاھلیۃ کی طرح پکارے اس

کی سزا کے متعلق تین اقوال ہے

قول: ۸۰ کوڑے مارے جائیں
قول: ۴۰ سے کم مارے جائیں
قول: سزا حاکم کے فیصلے پر موقوف کی جائے

باب قصة الخزاعة :-

اس باب میں خزاعہ کا قصہ بیان کیا گیا خزاعہ عمرو بن ربیعہ ہے اور اس ربیعہ کا تعلق حیی بن حارثہ بن عمرو سے ہے خزاعہ یا تو یمن سے ہے یا مضر سے

البحیرۃ - زمانہ جاہلیت میں جب کوئی اونٹنی پانچ بچے جنتی اور اسکا آخری بچہ نر ہوتا تو وہ اس اونٹنی کے کان چیر دیتے اسکو کسی گھاٹ پر پانی پینے سے منع نہ کیا جاتا نہ کسی چراگاہ سے چرنے سے روکا جاتا صرف بتوں کی تعظیم کے لئے ان کو چھوڑا جاتا ، ایسی اونٹنی کو البحیرۃ کہتے تھے

السائبۃ ، زمانہ جاہلیت میں کوئی شخص کہتا تھا سفر سے بخیریت واپس آگیا یا بیماری سے تندرست ہوگیا تو میری اونٹنی سائبہ ہوگی

سائبہ وہ اونٹنی ہے جس کو بتوں کی تعظیم کے لئے چھوڑ دیتے تھے اس کے بعد اس پر بوجھ نہیں ڈالتے ،

• قصہ زم زم •

باب ۲

کسی شخص کے باپ دادا جو جاہلیت میں گزر
چکے انکی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا جائز ہے بعض علماء نے مطلقاً
مکروہ کہا ہے بعض نے یہ لکھا ہے اگر آباء پر فخر کی وجہ
سے اپنے آپ کو انکی طرف منسوب کرے تب مکروہ ہے

انا عبد المطلب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو مطلب
کی اولاد ہونے پر اپنے آپ پر فخر فرمایا اور یہ فخر کفار کے
مقابلے میں اظہار شجاعت کے لئے تھا اس لئے اس طرح فخر
کرنا اور اپنے آپ کو منسوب کرنا جائز ہے مشرک باپ دادوں
پر فخر کرنا جائز نہیں نہ انکا نسب بیان کیا جائے اس سے
یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ابو مطلب مشرک ہوتے تو آپ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی نسب پر فخر نہ فرماتے

اعتراض: اسی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اپنی جانوں کو اللہ تعالی سے خریدو حالانکہ مومن اپنی جان اللہ عزوجل کو فروخت کرنے والے ہوتے ہیں

جواب: مومنین جہنم کے عذاب سے نجات کے بدلے میں اپنی جانوں کو خریدنے والے ہیں اور جنت کے حصول کے بدلے اپنی جانوں کو فروخت کرنے والے ہیں

باب: ابن اخت القوم ومولی القوم منھم:

اس باب میں بھانجے کو اسی قوم کا وارث بنایا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قوم کا بھانجا ذوی الارحام میں سے ہے اور وہ اس قوم کا وارث بھی ہوتا ہے۔
کیونکہ بھن کا حصہ قرآن سے ثابت ہے
اسی طرح مولی کا بھی حصہ ہوتا ہے ذوی الارحام نہ ہونے کی وجہ سے مولی بھی وارث بنتا ہے وہ بھی اسی قوم سے شمار کیا جائے گا

باب قصۃ الحبش

حبش یا حبشۃ سیاہ فام لوگوں کو کہتے ہیں

الجھری نے کہا یہ حام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں یہ لوگ اہل یمن کے پڑوس میں رہتے تھے

تخنبان تدفنان تضربان،

اسلامی تعلیمات میں گانے باجے کے شرعی احکام

حدیث میں جن دو لڑکیوں کا ذکر ہے وہ عبداللہ بن ابی کی لونڈیاں تھی ایک کا نام حمام تھا اشعار پڑھتے گاتے اور دف بجائی تو حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایام عید میں عورتوں کا گانا بجانا جائز ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مردوں کا بھی حکم ہے یعنی دوام و استمرار کے ساتھ گانا بجانا جائز نہیں

خوشی کے ایام میں مثلاً نکاح ولیمہ اور ختنہ کی تقریبات میں تھوڑے وقت کے لئے دف بجانا گانا جائز ہے اس میں اتنا مشغول ہو کہ فرائض و واجبات سے غافل ہو جائے تو جائز نہیں

علامہ فرماتے ہیں جس غناء میں اللہ عزوجل کی حمد ہو اور نعت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا منقبت اولیاء یا جماعت کی رغبت یا نصیحت آموز مضمون ہوں تو غناء جائز ہے۔ اور جس میں عورتوں کے حسن و جمال و عشق و فجور کی ترغیب یا گانے باجے ہوں وہ غناء جائز نہیں۔

غناء کی معنی، آواز کو مترنم کر کے بلند کرنا ہے اور حدیث میں جو لفظ تغنیان ہے وہ غناء سے ماخوذ ہے

* صوفیاء کی ایک جماعت اس حدیث سے غناء کے سننے اور رقص کے جواز کا استدلال کرتے ہیں لیکن جمہور نے اس پر اعتراض کیا ہے۔

۱۰ حاشیہ۔

دعم آمنا :-

یہ حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے یعنی ایقین امن کے ساتھ محفوظ ہو ای امنتم کو ... امنا یا پھر مفعول مطلق ہے ای آمنوا امنا۔

سے میں منع فرمانا کسی کے لئے جائز نہیں۔

من ال من - اس کلام سے امام بخاری اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ اس سے مراد وہ امن ہے جو خوف کی ضد ہے وہ امان مراد نہیں جو کفار کے مقابلے میں ہوتا ہے

باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ

امام بخاری نے اس آیت کا ذکر اس لئے کیا کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو مشہور ناموں کا ذکر ہے قاضی عیاض علیہ رحمہ نے فرمایا آپ محمد سے پہلے احمد تھے

محمد کا معنی جس کی بار بار حمد کی گئی ہو خود اللہ عزوجل نے آپکی ایسی حمد کی ہے کہ ایسی کسی اور کی نہیں کی۔

حدیث 2، لی خمسة اسماء

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف پانچ ناموں پر کیوں اکتفاء فرمایا جبکہ آپکے اسماء زیادہ ہیں؟

جواب: عدد میں مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا اس لئے پانچ اسماء کا ذکر کرنے سے بقیہ ناموں کی نفی نہیں ہوتی

الماحی: یعنی جزیرہ عرب سے یا اکثر ملکوں سے کفر کو زائل کر دے گا یا اس سے مراد کفر کو رسوا کرے گا

الحاشر: فرمایا: میں حاشر ہوں اللہ عزوجل لوگوں کو میرے قدموں میں جمع کرے گا کیونکہ بعد میں کوئی نبی نہیں آئے گا

العاقب :-

نام یہ ہوتا ہے جو تمام کے بعد ہو یعنی ان کا خاتم
ہوں عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے

حدیث ، ویلعنون مذمماً وأنا محمد :-

کفار قریش حضور ﷺ سے سخت نفرت کرتے تھے
وہ آپ کو محمد (ﷺ) نہیں کہتے تھے کیونکہ یہ نام آپ ﷺ
کی تعظیم پر دلالت کرتا ہے بلکہ اس کی جگہ وہ مذمم کہتے تھے تو آپ
ﷺ نے فرمایا میں تو محمد ہوں جس کا معنی ہے جس کی بہت تعریف کی گئی ہو
ان میں سے ہر ایک حسن و کمال کا حامل ہوتا ہے اور مذمت
جیسے کوئی شخص کی جاتی ہے اور آپ ﷺ کی ذات مذمت
سے کوئی نقص نہیں۔

باب ، "خاتم النبیین"

حدیث ، سابقین انبیاء کو عمارت اور حضور ﷺ کو ایک اینٹ کے ساتھ تشبیہ کی وضاحت ۔

حدیث کا معنی یہ ہے کہ اس مکان کو بنانے والا
ایک ہے اور انبیاء کو اس محل سے تشبیہ دی ہے جس میں
ایک اینٹ کی جگہ رہ گئی ہے اور یہی اینٹ کی حضور ﷺ
کو اس اینٹ سے تشبیہ دی ہے یہی وضاحت ہے جس
سے قصر نبوت مکمل ہو گیا ہے یہ تو آپ ﷺ سے مکمل ہوتا
ہے اور آدم علیہ السلام سے آخر تک آپ ﷺ سے ہوئی یہی وجہ
ہے کہ آپ ﷺ ظہور نبوت مکمل کرنے والے ہیں

العاقب :-

تمام نبیوں کے بعد آنے والا ہوں ان کا خاتم ہوں عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے

حدیث، ویلعنون مذمما وانا محمد :-

کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت نفرت کرتے تھے وہ آپ کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں کہتے تھے کیونکہ یہ نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم پر دلالت کرتا ہے بلکہ اس کی ضد مذمم کہتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "انا محمد" جس کی بے حد تعریف کی گئی ہو تعریف ہمیشہ حسن و کمال اچھائی کی جاتی ہے اور مذمت عیب جھوٹی منقصت کی جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں کوئی نقص نہیں۔

باب، "خاتم النبیین"

حدیث، سابقین انبیاء کو عمارت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایںٹ کے ساتھ تشبیہ کی وضاحت۔

حدیث کا معنی یہ ہے کہ اس مکان کا بنانے والا اللہ تعالی ہے اور انبیاء کو اس محل سے تشبیہ دی جس میں ایک اینٹ کی جگہ رہی ہوئی ہے اور اسی اینٹ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس اینٹ سے تشبیہ دی بس وہ اینٹ ہے جس سے قصر انبیاء مکمل ہوتا ہے اور انبیاء کا دائرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکمل ہوتا ہے ابتدا آدم علیہ السلام سے انتہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ بس ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نبوت مکمل کرنے والے ہیں۔

باب کنیۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کنیت "کنایہ" سے ماخوذ ہے یعنی آپ کسی کو ان کے صریح نام کے بجائے کنایہ کے ساتھ تعبیر کریں۔ اور عرب میں نام سے زیادہ کنیت کا رواج مشہور تھا بعض کے نام سے زیادہ کنیت مشہور تھی جیسے ابولہب ابو طالب، وغیرہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے، قاسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے شہزادے کا نام مبارک تھا ابن وھبہ فرماتے ہیں کہ آپ کی کنیت ابوالقاسم اس لئے ہے کہ آپ قیامت کے دن لوگوں کے درمیان جنت تقسیم کریں گے

ان تکنیت ھا بکنیتی :-

اس میں اختلاف ہے کہ آپ کی کنیت رکھنا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات تک ممنوع تھی یا قیامت تک ممنوع ہے محدثین و جمہور علماء کے نزدیک حیات مبارک میں ممنوع تھا تاکہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء نہ پہنچائے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کے بعد میرے یہاں لڑکا ہوں تو میں آپ کا نام اور آپ کی کنیت رکھوں تو کیا یہ جائز ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ہاں"

باب خاتم النبوۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام مسلم: مہر نبوت کے متعلق فرماتے ہیں گویا وہ کبوتری کے انڈے کی مثل ہے

امام ابن حبان: فرماتے ہیں گویا وہ شترمرغ کے انڈے کی مثل ہے آپ کے بائیں کندھے کے پاس گوشت کا ابھار تھا جس کا رنگ سرخ تھا اور اس کی مقدار انڈے کی مثل تھی گوشت کا ٹکڑا تھا جس پہ بال تھے

باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث 1،

شبیہ:- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اس پر حضرت
علی ہنس پڑے یہ ایسی بات کی لاحقی تھی کہ وہ حضرت ابو بکر
کی بات کے متعلق تھی
پانچ آدمی آپ کے مشابہ تھے۔ (1) حضرت جعفر بن ابی طالب
(2) حضرت حسن بن علی (3) حضرت [illegible] بن عباس
(4) ابو سفیان بن حارث (5) سائب بن عبید

ایک فرمان کے مطابق حضرت عبد اللہ ابن عامر بھی
تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بچپن میں دیکھ کر فرمایا یہ ہمارے مشابہ ہے

حدیث 3، 4، 5،

"آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک حلیہ"

پہلا عقیدہ ہے کہ کمال خلق کی طرح کمال خلقت میں بھی
اللہ عزوجل نے کسی مخلوق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل پیدا نہیں کیا اور نہ
کرے گا۔

لم یخلق الرحمن مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم أبدا وعلمي أنه لا يخلق

1) **روئے مبارک:-** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چودھویں
رات کے چاند کی مانند چمکتا ہے۔

3) **چشم مبارک:-** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں بڑی اور قدرت
الٰہی عزوجل سرمگیں اور پلکیں دراز تھیں۔ آنکھوں کی سفیدی میں
سرخ ڈورے تھی

4) **آبروئے مبارک:** آپ ﷺ کی مبارک بڑی اور خمدار تھیں

بھویں دراز باریک تھیں اور درمیان میں دونوں قدرے متصل تھیں یہ دور سے ملی ہوئی معلوم ہوتی تھیں ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کے وقت حرکت میں آجاتی اور خون سے بھر جاتی۔

5) **بینی مبارک:** آپ ﷺ کی ناک مبارک خوبصورت اور دراز تھی اور درمیان میں ابھری ہوئی تھی (ام بن بینی ( ) ناک کی ہڈی پر ایک نور درخشاں تھا۔

6، **دوگوش مبارک:**

آپ ﷺ کی ہر دو گوش مبارک (دونوں کان مبارک) کامل و تام تھے آقا ﷺ آسمان کی آوازیں سنتے تھے یہاں تک کہ آسمانوں کے دروازوں کے کھلنے کی آواز سنتے تھے

7، **دہن مبارک:**

منہ مبارک فراخ رخسار مبارک ہموار سامنے کے دانت مبارک کشادہ اور روشن و تاباں جب آپ ﷺ کلام فرماتے تو دندان مبارک سے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا

8، **لعاب دہن مبارک:**

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک کا لعاب زخمی اور بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔

9) **زبان مبارک:**

آپ ﷺ افصح العالم ہیں اور فصاحت میں خارق عادت حد کو پہنچی ہوئی تھی آپ ﷺ کا کلام شیریں حق باطل میں فرق کرنے والی ہے۔

۱۰) **آواز مبارک:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوبرو اور خوش آواز ہیں آپ بلند آواز والے ہیں

۱۱) **خندہ و گریہ مبارک:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً تبسم فرمایا کرتے ہیں

۱۲) **سر مبارک:** سر مبارک بڑا ہے۔

۱۳) **دندان مبارک:** گویا چاندی کی بنی ہوئی مورت کی طرح تھے چاندی کی مانند صاف صاف۔

۱۴) **چشم مبارک:**
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں بڑی اور قدرتی سرمگین اور پلکیں دراز تھیں آنکھوں کی سفیدی میں باریک سی سرخ ڈوری تھی۔

14) **دست مبارک:** آپ دست اور بازو مبارک پُر گوشت تھے

15) **مبارک سینہ و قلب شریف:**

16) **شکم مبارک:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کشادہ ہے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مبارک و سینہ مبارک ہموار و برابر تھے

17) **پشت مبارک:** آپ کی پشت مبارک ایسی صاف و سفید تھی کہ گویا پگھلائی ہوئی چاندی ہے۔

18) **مبارک قد:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک نہ بہت دراز تھا نہ کوتاہ

۱۹) **رنگ مبارک:** آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک گورا اور روشن تابان مگر اس میں کسی قدر سرخی ملی ہوئی تھی

۲۰) **جلد مبارک:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلد مبارک نرم تھی

۲۱) **موئے مبارک:** سر مبارک کے بال نہ بہت گھونگھریالے نہ بہت سیدھے بلکہ دونوں کے بیچ بیچ تھے

۲۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عام لباس چادر، قمیص اور تہبند تھا

۲۳) **پائے مبارک:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو پائے مبارک پُر گوشت اور خوبصورت نرم و صاف تھے

حدیث 6 فصوابن اربعین:

چالیس سال کی عمر میں آپ پر وحی نازل ہوئی آپ دس سال مکہ میں رہے ایک روایت کے مطابق 13 سال مکہ میں رہے اور دس سال مدینہ میں رہے پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہری ہوئی آپکی عمر 63 سال تھی **عند جمہور**

بعض کا قول: کہ آپ کی عمر مبارک 60 سال تھی لیکن 63 پر فتویٰ ہے

حدیث 8: احسن الناس وجھا واحسنھم خلقا:

جان لو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ایمان تب ہوگا جب یہ اعتقاد ہو کہ آدمی کے جسم میں جو محاسن ہونے چاہیے وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک میں موجود ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام حسن ظاہر نہ کیا گیا تھا ورنہ صحابہ کرام آپ کو دیکھنے کی تاب نہ لاتے اور آپ کے اخلاق لوگوں سے زیادہ حسین تھے آپ کے اخلاق مسلسل آپ کے قلب کو روشن کرتے رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **انک لعلی خلق عظیم**۔ آپ کے اخلاق کرام و سخاوت غالب تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ کا خلق قرآن ہے۔

حدیث 9:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں مبارک رنگنے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنپٹیوں کے علاوہ بال سفید نہ تھے تو آپ کو رنگنے کی ضرورت نہیں تھی

امام مسلم کی روایت میں

آپ نے اپنے بالوں کو نہیں رنگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نچلے ہونٹ کے نیچے اور کنپٹیوں اور سر میں متفرق بال سفید تھے

حدیث ۱۵، یبلغ شحمۃ اذنیہ:

اسی حوالے سے دو روایات ہیں ایک بال کانوں
کی لو تک تھے ایک روایت میں کندھوں تک تھے

تطبیق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کانوں کی لو تک تھے اور
جب بال لٹکتے تو کندھوں تک پہنچتے۔

حدیث ۱۵، مثل القمر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند کی طرح گول تھا
یا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند کی طرح
چمکدار تھا۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو چاند سے
تشبیہ دی گئی ہے اور کئی جگہوں پر سورج سے۔ ان تشبیہات
سے مقصود یہ ہے کہ سب سے حسین شے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ
دی جائے ورنہ چاند ہو یا سورج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا
کئے گئے ہیں

حدیث ۱۶،

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی خوشبو
کا ذکر ہے کہ یہ خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ پر لگائی ہوئی نہیں
تھی بلکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی خوشبو تھی

عن انس رضی اللہ عنہ

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوشبودار نہ کبھی عنبر کو سونگھا
نہ ہی مشک کو۔

انہیں سے روایت ہے کہ جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم جب ہماری
طرف آتے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسینے کی خوشبو سے آپ کو پہچان لیتے

حدیث ۱۷، المدلجی لزید واسامہ

المدلجی: کا نام مجزز تھا اس کی مدلج بن مرہ بن عبد المناف
بن کنانہ کی طرف نسبت ہے

کہانہ قیافہ شناسی سے مشہور تھا زمانۂ جہالیت میں
کچھ لوگ نے اسامہ بن زید کے نسب میں لعن کرتے تھے کیونکہ حضرت
اسامہ حبشی تھے اور حضرت زید گورے تھے ایک دن وہ دونوں چادر اوڑھے
سوئے ہوئے تھے دونوں کے پاؤں چادر سے باہر نکلے ہوئے تھے مجزز
ان کے پاؤں سے گذرا اور کہا کہ ان پیروں سے ایک پیر دوسرے کا جز
ہے جب قیافہ شناس نے حضرت اسامہ کا نسب زید سے قرار دیا
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمن تھیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
پرورش بھی کیا تھی حضرت اسامہ حضور کے محبوب اور لاڈلے تھے

قیافہ شناس کے قول پر اختلاف،

امام شافعی، ان کے قول پر عمل جائز قرار دیتے ہیں اور
اسی حدیث پر استدلال کرتے ہیں

امام مالک، بہاندیوں میں ان کے قول پر اعتبار کرتے ہیں
آزاد عورت میں: میں منع کرتے ہیں

امام اعظم ان کا استدلال یہ آیت کریمہ ہے **ولا تقف
ما لیس لک بہ علم** اگر تمہیں علم نہ ہو تو
قیافہ شناس نہ کرو یا پھر اشکل سے نہ بتاؤ۔

حدیث ۱۰، کأنّ قطعة قمر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک کو مکمل چاند
کے ساتھ تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ چاند کا ٹکڑا سے تشبیہ دی
گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مکمل چاند میں سیاہ رنگ کا
دبا ہوتا ہے اور اس کو لوگ بھی لگتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا
چہرہ مبارک داغ دھبے سے پاک ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
چہرے مبارک کو چاند کے اس حصے سے تشبیہ دی گئی ہے جو
صاف و روشن تھا ہے

حدیث ١٦۔ من خمس قرون،

قرون،
قرن کی جمع ہے۔ اور لوگوں کے اس طبقہ کو کہتے ہیں جو کسی ایک زمانہ میں جمع ہو اور اس زمانہ کی مدت ایک سو سال ہے اور ایک قول ستر سال کا بھی ہے یعنی ہر دور میں مجھے مبعوث کیا گیا جو تمام قرنوں میں بہترین تھا
اس میں یہ دلیل ہے کہ حضور ﷺ کے نسب میں تمام آباؤ اجداد مومن تھے کیونکہ اللہ کے نزدیک بہتر وہی ہے جو مومن ہو

حدیث ١٧،
آقا ﷺ کے مبارک بالوں کی کیفیت :-

آپ ﷺ اپنے بالوں کو لٹکاتے تھے یعنی پیشانی پر چھوڑ دیتے تھے علماء نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے بالوں کو چھوڑ دیتے اور اس کا گچھا بناتے نہیں اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ مشرکین اپنے بالوں میں فرق کرتے تھے یعنی پیشانی پر لکیر رکھتے تھے دو جانبوں میں سے ایک طرف کرتے تھے بعد میں آقا ﷺ ایسا ہی کرتے تھے

حدیث ۔ ٢١

اسی حدیث میں حیاء کے متعلق آیا ہے کہ حیاء کسی کام کو ملامت یا مذمت کے خوف سے ترک کر دینا اگر کوئی اسی کام کو کرتے دیکھ لے تو چہرے پر اس کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے
حضور ﷺ کے حیا دار ہونے کا معنی ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ ان کاموں سے دور رہتے تھے جب کاموں پر ملامت اور طعن کا خدشہ ہوتا ہے، اور

پردہ نشین کنواری لڑکی سے مراد :-

بہ نسبت شادی شدہ لڑکی کے کنواری میں حیاء زیادہ ہوتی ہے اور کنواری لڑکی اکثر پردہ میں رہتی ہے

حدیث ۱۴، رفع الیدین "

ظاہر اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی دعا میں رفع الیدین نہ فرماتے سوا استسقاء کے لیکن اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مواقع پر ہاتھوں کو بلند کیا ہے۔ ان مواقعوں کی تعداد تیس ہے۔ اس سے ترائد بھی ہیں۔ پر (صاحب بخاری) یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد حکم خاص ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف استسقاء کے خطبہ میں ہاتھ بلند کرتے تھے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت رفع الیدین فرمایا جیسے صفا و مروہ کے دوران، میدان عرفات میں وقوف کے وقت، شیطان کو کنکریاں مارتے وقت۔

لیکن بعض علماء نے اس حدیث سے مراد یہ لیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کی دعا میں بہت زیادہ ہاتھ بلند فرماتے لیکن تاویل اولی ہے

باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ ولا ینام قلبہ

حدیث ۵، اس حدیث میں تین حدیثوں کا ذکر ہے جبرئیل اسرافیل میکائیل علیہم السلام تھے حدیث میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سوئے ہوئے تھے جبکہ معراج آپ کو بیداری میں کروائی گئی تھی

الجواب، حدیث میں اس طرح کا ذکر ہے کہ جب فرشتے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے لیکن یہ ذکر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پورے سفر میں آرام فرما رہے تھے لہذا یہ اعتراض درست نہیں لہذا شب معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں ہوئی۔

باب علامات نبوت فی الاسلام "

علامات،

علامت کی جمع ہے یہ اس امر کو کہتے ہیں جو نبوت کی صحت اور مدعی نبوت کے صدق پر دلیل ہے

یہ تعریف معجزہ کرامت دونوں پر آتی ہے

"معجزہ و کرامت میں فرق"

معجزہ تحدی، (الکار یا چیلنج) کی شرط ہے کہ اس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہیں کہ اگر میں نے یہ خلاف عادت کام کر دیا تو کیا تم میرے نبی ہونے کی تصدیق کرو گے۔

کرامت، جبکہ کرامت میں شرط نہیں، اس باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر آخر حیات تک کے امور خلاف عادت کا بیان ذکر ہے

فتوای 1400، کی تعداد پر ہے حدیبیہ میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معجزہ ظاہر ہوا۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے ڈول پر ہاتھ رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں پانی کے چشمے ظاہر ہو گئے دوسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کے پاس منڈیر پر بیٹھ گئے جس میں پانی کا ایک قطرہ نہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں میں کلی کی تو اس میں پانی نکل آیا جس سے انسان و اونٹ سب سیراب ہو گئے

حدیث 8،

اس حدیث میں غزوہ خندق کا واقعہ ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کو طعام کی دعوت دی جائے تو وہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو ساتھ لے جائے، اگر چہ ان کو دعوت میں بلایا گیا ہو مگر احتمال ہے کہ اس صورت میں جب یہ دعوت دینے والا اس سے خوش ہو اور وہ کھانا بھی ان سب کے لیے کافی ہو جائے

حدیث 9 کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

امام بیہقی: یہ سفر حدیبیہ کا واقعہ تھا جبکہ امام ابو نعیم فرماتے ہیں کہ یہ سفر غزوہ خیبر کا تھا۔

بإناء فيه ماء قليل

اس کی حکمت یہ تھی تاکہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی ایجاد کیا تھا بلکہ پانی پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کم پانی زیادہ ہو گیا یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ مبارک تھا۔

کان یرفع صوته فوق صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

موسیٰ بن انس کی روایت ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا أصواتکم فوق صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (آیت)

بعد ثابت بن قیس یہ سمجھ بیٹھے کہ ان کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہو جاتی ہے تو وہ دوزخی ہے تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی کہ وہ جنتی ہیں

اس آیت کا مطلب ہے: جو شخص گستاخی کے قصد سے اپنی آواز بلند کرے وہ دوزخی ہے

اشکال: اس حدیث میں ثابت بن قیس کو جنت کی بشارت دی گئی حالانکہ جنت کی بشارت تو دس صحابہ کو دی گئی ہے اور یہ ان دس میں سے نہیں ہیں۔

الجواب:-
حضرت ثابت بن قیس کا اضافہ منافی نہیں کیونکہ تخصیص بالعدد منافی نہیں ہوتی دس صحابہ کو ایک ہی مجلس میں بشارت دی گئی تھی ان کے علاوہ اور بھی صحابہ کرام کو جنت کی بشارت دی گئی ہے حضرت امام حسن و حسین کو جنت کے جوانوں کا سردار فرمایا تھا۔ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ارشاد ہے کہ وہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور ازواج مطہرات اہل جنت سے ہیں۔

حدیث 3618: کسریٰ فارس کا بادشاہ تھا قیصر روم کا بادشاہ تھا۔

اشکال:- کسریٰ کی ہلاکت کے بعد فارس کی مملکت باقی رہی ہے کیونکہ ان کا آخری بادشاہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قتل ہوا اور اس کی مملکت بھی باقی رہی تھی؟

الجواب:

اس حدیث سے مراد قیصر کی حکومت نہیں ہوگی جیسی اس قیصر کی تھی کیونکہ شام میں بیت المقدس ہے اور نصاریٰ کی کوئی عبادت بیت المقدس کے بغیر مکمل نہیں جب اور قیصر ہلاک ہوگیا اور اس کے خزانے فتح کر لئے گئے۔ تو اس کے بعد کوئی قیصر اس کے مساوی حق نہیں ہوا۔

حدیث 3621 خواب کی تعبیر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دو کنگن دیکھے سونے کے کنگن بادشاہ پہنتے ہیں۔ یعنی وہ دونوں بادشاہ ہوں گے اور سونا مکمل چمک دمک پر دلالت کرتا ہے اور بعض اوقات چمک طمع لالچ سے ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ان کا ظہور ہوگا یعنی اس سے مراد ان کی شوکت اور کسی طاقت کا ظہور میرے بعد ہوگا

حدیث 3629، فقال ابنی هذا سید:-

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن کو سید فرمایا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو سید کہنے کی اصل ہے چنانچہ اب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو سید کہا جاتا ہے

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ مسلمانوں کی

- جماعتوں کے درمیان صلح کروانا سنت ہے اور حضرت معاویہ کی جماعت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمین کا اطلاق فرمایا چنانچہ روافض کا رد ہے جو حضرت معاویہ اور ان کی جماعت پر تبرا کرتے ہیں

حدیث 3633، وفی بعض نزعہ ضعف:-

اس ارشاد سے حضرت ابوبکر کی خلافت کو کم کرنا مقصود نہیں بلکہ اس ارشاد سے واقعہ بیان کرنا مقصود ہے کیونکہ حضرت ابوبکر قتال اور جہاد مشرکین میں مشغول رہے۔ اس وجہ سے وہ ممالک کو فتح کرنے اور مال غنیمت کو حاصل کرنے کے لئے فارغ نہ ہو سکے اور آپ کی مدت خلافت بھی کم تھی۔

بعض علماء نے فرمایا اس معجزہ کا وقوع رات میں ہوا
تھا اس وقت اکثر لوگ سوئے ہوئے تھے اور وہ معجزہ ایک جماعت کے لئے ہوا تھا
اس لئے جو جاگے تھے وہ بھی نہ دیکھ سکے۔
جمہور علماء نے فرمایا کہ یہ معجزہ مشرکین کے سوال کرنے پر دکھا
گیا تھا۔ بعد میں ہر طرف سے آنے والوں نے خبر دی

اعتراض:
اگر یہ معجزہ شق القمر کا وقوع ہوا تھا تو تمام روئے زمین کے لوگوں
سے یہ واقعہ منقول ہوتا؟

جواب: تمام روئے زمین کے لوگوں کے لئے چاند ایک حد میں واقع نہیں
ہو سکتا اسی وجہ سے مثلاً جب چاند گرہن ہوتا ہے تو دوسرے میں نہیں ہوتا
کسی ملک میں رات ہوتی ہے تو کسی ملک میں دن ہوتا ہے۔

باب

حدیث 3640 - اس حدیث میں پیش گوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کی امت کا ایک گروہ قیامت تک غالب رہے گا۔ یہ آپ کا علم غیب اور
معجزہ ہے

لا یزال الناس من امتی: امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس گروہ
سے مراد اہل علم کی جماعت ہے

امام احمد بن حنبل، اس سے مراد محدثین کی جماعت ہے

قاضی عیاض: اس سے مراد اہلسنت جماعت ہے

علامہ نووی: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کی متعدد انواع
ہوں بعض بہادر جنگجو ہوں، بعض فقہاء ہوں بعض
محدثین ہوں، بعض زاہدین ہوں اور عبادت گزار ہوں اور
اس میں اہل خیر بھی ہو سکتے ہیں اور اس حدیث میں یہ دلیل ہے
کہ یہ جماعت حجت ہے۔

حدیث 3641 قائمۃ بامر اللہ۔

یہ صورت حال آخری زمانے میں ہوگی جب زمین
پر کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ ہوگا۔ اس لئے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

دی ہیں کہ تم مطمئن رہو یہ دین برقرار رہے گا اس
کی شریعت پر عمل ہوتا رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت
عقائد صحیحہ پر قائم رہے گی اور مخالفین اس کو کسی قسم کا
ضرر نہ پہنچا سکیں گے حتیٰ کہ جب ان کا ایک فرد بھی باقی
نہ رہے گا تو قیامت آجائے گی۔

ماشاء اللہ
اللہ پاک دین و دنیا کی
7-06-2008 بھلائیاں نصیب فرمائے
عالمہ باعمل بنائے آمین

باب۔ فضائل اصحاب النبی

حدیث۔

صحابی کی تعریف۔

ومن صحب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او رآہ من المسلمین وھو من اصحابه۔

اس باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے فضائل بیان کئے گئے ہیں

فضائل فضیلت کی جمع ہے لغت میں فضل کا معنی اضافہ اور زیادہ ہے۔ فضائل سے مراد خصائل اور اوصاف ہیں۔

ومن صحب النبی

اس روایت سے امام بخاری نے صحابی کی تعریف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ صحابی کی تعریف میں متعدد اقوال ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا ہو یا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو تو وہ صحابی ہے یہ تعریف صحابی کی دو قسموں پر مشتمل ہے

پہلی۔ وہ مسلمان آپ کے ساتھ رہا ہو اور آپکو دیکھا نہ ہو جیسے عبداللہ ام مکتوم۔

دوسرے۔ جس مسلمان نے آپ کو دیکھا ہو خواہ کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے یا چلتے پھرتے ہوئے۔

اس قسم سے کفار خارج ہو گئے ہیں کیونکہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا لیکن مسلمان نہیں تھے

صحابی کی معرفت کا طریقہ۔

کسی شخص کے صحابی کی معرفت ہونے کا ذریعہ خبر متواتر ہے جیسے ابو بکر و عمر اور تمام عشرہ مبشرہ۔

۵۔ یا خبر مشہور ہو جیسے حضرت عاشہ اور ضمام بن ثعلبہ اوران کے جیسے اور صحابی

۵۔ یا پھر بعض صحابہ کسی شخص کے بارے میں خبر دیں کہ وہ صحابی ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ الاشعری نے خبر دی کہ حضرت حممہ جو اصبہان میں پیٹ کی بیماری میں فوت ہوگئے تھے وہ صحابی ہے

حدیث۔ ۵

قرن کا معنی۔

ایک زمانے کے متقارب لوگوں کو قرن کہا جاتا ہے جو امور مقصودہ میں سے کسی امر میں مشترک ہوں

قرن کی مدت۔

اس میں اختلاف ہے زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس کی کوئی مدت نہیں بس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرن۔ صحابہ ہے اور انکی مدت بعثت نبوی سے لیکر اس وقت تک جب آخری صحابی نے وفات پائی اور وہ حضرت ابو طفیل ہیں یہ مدت ایک سو بیس سال ہے

تابعین کے قرن کی مدت۔

ستر سال سے لیکر سو سال تک ہے

تبع تابعین کے قرن کی مدت۔

ستر سال سے لیکر دو سو بیس تک ہے

حدیث

عن عبداللہ ان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یجیء قوم تسبق شهادةُ احدهم یمینه و یمینه شهادةَ قال قال ابراهیم وکانوا

حدیث ۲۰، خیر الناس قرنی،

جمہور کا قول ہے

قرن اول کا مجموعہ بعد کے دو قرنوں سے افضل ہے
اسی طرح قرن ثانی قرن ثالث سے افضل ہے،
علماء کی اکثریت نے کہا،
جو مسلمان پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ۔
صحابی ہو یا جس نے آپ کو دیکھا خواہ زندگی میں ایک بار
ہی وہ بعد میں آنے والے مسلمانوں سے افضل ہے اور صحابہ کی
فضیلت کے برابر کوئی نہیں

تسبق شهادة احدهم يمينه ويمينه شهادته
یعنی وہ بکثرت جھوٹی قسمیں کھائیں
گے جھوٹی گواہیاں دیں گے

باب، مهاجرين وفضلهم

مہاجرین سے مراد وہ مسلمان ہیں جنھوں نے رضاء
الہی عزوجل کے لئے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی
ایک قول یہ ہے کہ مہاجرین سے مراد انصار کے ماسوا
ہیں اور انکے ماسوا جو فتح کے دن اسلام لائے اس اعتبار سے صحابہ کی تین
قسمیں ہیں
(۱) انصار (۲) اوس (۳) خزرج اور انکے خلفاء، موالی ہیں

باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام ابن عبد البر نے کہا ہے
حضرت ابوبکر کا نام جاہلیت میں عبد الکعبہ
تھا پھر رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام عبد اللہ رکھا ان کو ان کے حسن
وجمال کی وجہ سے عتیق کہا جاتا ہے یا اس سے خوشی ہو کہ وہ اس شخص کی
طرف دیکھے جو عتیق من النار ہے یعنی دوزخ سے آزاد کر دیا گیا ہے
تو وہ ان کی طرف دیکھے پس آپ نے ان کا نام عتیق رکھا اور ان کا لقب
صدیق ہے کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت
کی تصدیق کی تھی اور ان کی کنیت ابوبکر ہے اور ان کا نسب عبد اللہ بن عثمان
ہے اور ان کے والد کی کنیت ابو قحافہ ہے اور ان کی والدہ کا نام سلمٰی ہے اور
ان کی کنیت ام الخیر ہے وہ اسلام لائی تھیں اور انہوں نے ہجرت کی تھی۔

حضرت ابوبکر کے مناقب میں سے یہ ہے کہ ان کے والدین اور ان
کی اولاد اور ان کے پوتے سب مسلمان اور صحابی ہیں جس دن نبی
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اس دن ان کی خلافت
پر بیعت ہو گئی تھی۔

علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ علامہ ابن الجوزی نے کہا ہے :-
کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۱۴۲
احادیث حفظ کیں جن میں سے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں
اٹھارہ ہیں۔

علماء نے کہا ہے :- جس نے حضرت ابوبکر کے صحابی ہونے
کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا کیونکہ اس نے کلام اللہ کا انکار کیا۔
حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد دو ہی
سال خلیفہ رہے دو سال چار ماہ اور دو سال تین ماہ کا بھی قول
ہے پھر 63 سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی اور یہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ہے، حضرت عمر بن خطاب نے
مسجد میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو رات کے وقت حضرت

وفات:

عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کیا گیا حضرت ابو بکر کی وفات پیر کے دن منگل کی شب 22 جمادی الثانی 13 ہجری 23 اگست 634ء میں ہوئی تھی

فضائل میں احادیث:

1) حدیث: عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابا بکر ولکن اخی وصاحبی

2) حدیث: عن قتادۃ ان انس بن مالک حدثھم ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صعد احدا وابوبکر وعمر وعثمان فرجف بھم فقال اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان

قولہ تعالیٰ: اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا:

ترجمہ: اگر تم نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرما دی (یہ آیت یہاں تک ہے) بے شک اللہ تمہارے ساتھ ہے

4) اس کا تعلق باب کے عنوان سے ہے اور یہ آیت بھی باب کے عنوان کا حصہ ہے امام بخاری نے یہ آیت مناقب المہاجرین کی [illegible] آیت اس طرح ہے

الآیۃ:

اگر تم نے رسول کی مدد نہ کی تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرما دی جب کافروں نے رسول اللہ کو بے وطن کیا اس حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے وہ اپنے صاحب سے کہہ رہے تھے کہ تم غمگین نہ ہو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے ان پر اپنی طرف سے سکینہ نازل فرمائی اور ان کی ایسے لشکروں سے مدد فرمائی جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کی بات کو نیچا کر دیا اور اللہ کا کلمہ ہی افضل ہے اور اللہ غالب ہے بڑی حکمت والا ہے

اس آیت میں فرمایا ہے :- دو میں سے دوسرے، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

روایت ہے کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکلنے کا حکم پہنچایا تو آپ نے پوچھا میرے ساتھ کون نکلے گا جبریل نے بتایا: الصدیق

• نیز اس آیت میں فرمایا:۔

اللہ نے ان پر اپنی طرف سے تسلی کو نازل فرمایا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی تائید و نصرت نازل فرمائی۔ پس چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت رہتی تھی لیکن یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ اس خاص موقع پر خصوصاً آپ کے اوپر تائید و نصرت نازل فرمائی۔

اور فرمایا:۔ ان کی ایسے لشکروں سے مدد فرمائی جن کو تم نے نہیں دیکھا (یعنی فرشتوں سے مدد فرمائی)

نیز فرمایا: اور کافروں کی بات کو نیچے کر دیا۔

ابن عباس نے فرمایا:۔ کافروں کی بات سے مراد ہے، شرک اور اللہ کے کلمہ سے مراد ہے لا الہ الا اللہ۔

اور فرمایا: اور اللہ بہت غالب ہے یعنی اپنی تدبیر سے کافروں سے انتقام لینے والا ہے

امام بخاری نے اس عنوان میں پہلے اس آیت کو ذکر کیا اس آیت میں مہاجرین کی فضیلت ہے اس کے بعد الحدیث کو ذکر کیا اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے۔

باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدوا الابواب الا باب ابی بکر قالہ ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس حدیث میں تین وجوہ سے حضرت ابو بکر کے افضل الامت ہونے کی ترجیح ہے

الاول: اس لئے کہ آپ مال سے بہت احسان کرنے والے ہیں۔

الثانی: اس لئے کہ آپ نے فرمایا ابو بکر کے دروازے کے سوا مسجد میں کھلنے والے ہر ایک دروازہ بند کر دیا جائے۔

الثالث: اس لئے کہ صرف حضرت ابوبکر ہی تھے جو اشارہ رسول اللہ ﷺ کو سمجھ گئے کہ اس ارشاد سے آپ کی وفات کی خبر دی جا رہی ہے اور یہ بات معروف تھی اور حضرت ابو سعید خدری نے کہا کہ وہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔

۴۔ رافضی حضرت ابوبکر و عمر کی مذمت کرتے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں بھی یہ دونوں آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے آپ فرماتے تھے میں آیا اور ابوبکر و عمر، میں گیا اور ابوبکر و عمر اور ابوبکر و عمر قبر میں بھی ان دونوں کو قبول آپ ﷺ نے اپنے ساتھ قبر مبارک کے ساتھ ہیں اور قیامت میں بھی ساتھ ساتھ۔

باب: قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا قالہ ابو سعید

حدیث 3666:

لو کنت متخذا خلیلا: داؤد فرماتے ہیں یہ قول ابو سعید کا ہے اور یہ منافی نہیں ابو ہریرہ اور ابو ذر کے قول کے، وہ فرماتے ہیں اخبرنی خلیلی۔ یعنی ابوبکر نے یہ فرمایا حضور ﷺ کو کہ وہ میرے خلیل ہیں اور دوسری طرف لئے تو گناہ رہتے ہیں ان کے علاوہ کسی اور کا حق داخل نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے لئے خلیل کا لفظ استعمال اس لئے نہیں کیا جاتا ہے: ابراہیم خلیل اللہ۔ اور یہ نہیں کہا جاتا: اللہ ابراہیم کا دوست ہے اس لئے حضور ﷺ نے اپنے لئے یہ فرمایا دوست نہیں تو ابوبکر میرے دوست ہیں۔

حدیث 3668: دادا کی وراثت: فی الجد

یعنی دادا کی وراثت میں دادا ایک ... دادا کے حالات ... ہیں ان میں سے تین رہ جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں

① فرض مطلق: یہ وہ صورت ہے کہ دادا کے ساتھ مذکر اولاد مثلاً بیٹا پوتا پرپوتا وغیرہ نے چھوڑا ہو تو اس صورت میں دادا کو سدس ملے گا۔

② فرض مع التعصیب: یعنی دادا کے ساتھ صرف مؤنث اولاد مثلاً

vivo Y20 2023.02.20 19:23

بیٹی یا پوتی نیچے تک چھوڑی ہو تو

3) تعصیب المعصبة: وہ میت کے اقرباء کے ساتھ اپنی کوئی اولاد (مذکر و مؤنث) نہ چھوڑی ہو تو اس صورت میں عصبہ بن جائے گا۔

4) محروم: اگر میت کے دادا کے ساتھ اس کا باپ بھی ہو تو دادا محروم ہوگا اس لئے کہ باپ کا رشتہ قریب ہے قریبی وارث ہوتے ہوئے دور والا محروم ہوتا ہے

حدیث 3659:

أریتک: أرأیت بمعنی أخبرنی کے معنی میں ہے یعنی مجھے خبر دیجئے کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو کونسا عمل کروں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب ارشاد فرمایا: اس میں حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے اور اس کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا بھی ثبوت ہے

حدیث 3660: إلا خمسة

حدیث میں پانچ مسلمان غلاموں کا ذکر ہے:

1) حضرت بلال حبشیؓ 2) زید بن حارثہ 3) عامر بن فہیرہ، ابوبکرؓ کے غلام تھے بہت پہلے ابوبکرؓ کے ساتھ ایمان لائے تھے

4) ابو فکیہہ: یہ صفوان بن امیہ بن خلف کے غلام تھے ابن اسحاق فرماتے ہیں یہ حضرت بلالؓ کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو بھی امیہ نے عذاب و تکالیف دیں ان کو بھی حضرت ابوبکرؓ نے خرید کر آزاد کر دیا

5) حضرت عبید بن زید

توضیح: میں مذکور ہے کہ پانچ غلاموں میں سے دو حضرت عمار و سعد تھے عبید اور فکیہہ نہ تھے

امرأتان: دو قول ہیں

پہلا قول: حضرت خدیجہ، حضرت ام الفضل یا حضرت عباس کی اولاد ہے

دوسرا: وہ عورتیں حضرت خدیجہ اور ام ایمن یا حضرت سمیہ تھیں

حدیث 3661 غاضبہ:

غاضب بمعنی جھگڑنا ہے حضرت ابوبکر نے غضب میں آکر حضرت عمر سے کوئی سخت بات کہی اس سے معلوم ہوا کہ عظیم المرتبت شخص بھی بشری تقاضوں سے مستثنیٰ نہیں، لیکن جو خوف خدا والا ہوتا ہے فوراً رجوع کر لیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے منہ پر اس کی تعریف کرنا جائز ہے جب اس کا اطمینان ہو کہ وہ اپنی تعریف سن کر مغرور نہ ہوگا۔

حدیث 3663 یوم السبع

قول اول: اس سے مراد قرب قیامت میں وہ جنگ عظیم ہے، جبکہ لوگ جنگ کی وجہ سے اپنے جانوروں سے غافل ہو جائیں گے اور بھیڑیے ان کی بکریاں کھا کے خوب عیاشیاں کریں گے۔

قول الثانی: زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا ایک میلہ ہوتا تھا جس میں لوگ شرکت کرنے کے لیے اپنے گاؤں خالی کر جاتے تھے ان کے پیچھے درندے ان کے جانور آزادی سے کھا جاتے تھے،

قول الثالث: کہ یہ دونوں مطلب قوی نہیں کیونکہ یہاں تو یہ ہے کہ اس دن بھیڑیے کے سوا کوئی راعی نہ ہوگا جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ بھیڑیے بکریوں کی حفاظت کریں گے۔

شکار مراد لینا بعید ہے لہٰذا اغلب ہے اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہے، جب شیر اور بھینس ایک گھاٹ پر پانی پیئیں گے۔ اس دن بھیڑیے گویا بکریوں کے چرواہے ہو جائیں گے۔

وامن بذالک انا وابوبکر وعمر بن خطاب:

اس میں حضرت عمر و ابوبکر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان ہو رہا ہے وہ دونوں حضرات مان گئے کہ ان کا ذمہ دار میں ہوں

من جر ثوبہ:

ٹخنوں کے نیچے جو کپڑا لٹکائے وہ جائز نہیں اس طرح کرنے والا گنہگار ہوگا حضرت ابوبکر کا کپڑا لٹکا تو پیارے آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: تم اس وعید میں داخل نہیں

1. تکبر کی وجہ سے ہو تو مکروہ تحریمی ہے
2. تکبر کی وجہ سے نہیں اور جان بوجھ کر کرے تو مکروہ تنزیہی ہے
3. نہ تکبر کی وجہ سے نہ جان بوجھ کر بلکہ سنبھالتا ہے پھر بھی
لٹک لے تو اس میں کوئی حرج نہیں

* حضرت ابوبکر کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔

حدیث 3667
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماضی کے وصال اور حضرت ابوبکر کی خلافت
کا بیان ہے:-

فنشیج:- اس کے دو قول ہیں
اول:- اس سے مراد بے اختیار رونے والے کو کہتے ہیں اور رونے سے جو لوگوں
کے حلق سے جو آواز نکلتی ہے اسے نشیج کہتے ہیں
دوم:- اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد آواز جو حلق میں گھومتی
ہوئی نکلے جیسا کہ بچہ رونے کے دوران آواز کو سینے سے نکالتا ہے

سقیفہ بنی ساعدہ
اور وہ بنی ساعدہ میں تھی سقیفہ سے مراد خط رکھنے کی جگہ
جس سے دو مکانوں کے درمیان رابطہ ہو رہے

قتلتم:-
یہ قول کنایہ ہے اعراض کرنے سے اور انہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سعد
بن عبادہ اس کی امید لگائے ہوئے تھے کہ میں خلیفہ بنایا جاؤں گا
لیکن اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہو گیا اور یہ امر
جائز اللہ تھا۔ اس لئے آپ نے ان کو حق کی مدد کرنے اور جماعت
کی مخالفت کرنے کے سبب یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ نے ان کو قتل کیا
حضرت سعد نے بیعت نہ کی مدینہ سے شام چلے گئے اور
اپنے وصال تک شام میں رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبہ دینے کی وجہ سے بھی انہوں نے منافقین کو خوف زدہ پایا۔

حدیث 3671:
سب سے پہلے افضل حضرت ابوبکر اور دوسرے نمبر پر عمر اس میں اختلاف نہیں۔ تیسرے عثمان افضل ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہم اسی میں اختلاف ہے۔
عند امام اعظم، تیسرے نمبر پر عثمان ہیں۔
عند امام مالک، اس میں توقف اختیار کیا ہے۔

حدیث 3673:
لا تسبوا اصحابی:
یہ فضیلت تمام صحابہ کے لیے ہے اگرچہ یہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔
تطبیق: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اس لیے اس حدیث کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے باب میں لائے۔ یعنی یہ بیان کرنا ہے کہ تمام صحابہ کو برا نہ کہو۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے برا کہنا بدرجہ اولیٰ خلاف ادب ہے۔

انفق مثل احد:
جہاد میں خرچ کرنا اللہ کے دین کی نصرت ہے۔ صحابی خرچ کرے اور ان کا خرچ کرنا تنگی کے باوجود تھا اس لیے ان کا خرچ کرنا دوسرے لوگوں کے خرچ کرنے سے افضل ہے۔ کیونکہ اب تو دین کی نصرت کے لیے خرچ کیا جاتا ہے اور تنگی کے باوجود خرچ کیا جاتا تھا۔

حدیث 3675: صعد احد
جبل احد مشہور پہاڑ ہے اور [illegible] میں سے بعض کا قول صحیح ہے۔

حدیث 3677 كنت وأبو بكر وعمر

جو میں کرتا ہوں وہی ابو بکر و عمر کرتے ہیں اور عبادت کا عمل
ہو وہ عبادت ان کی بھی وہی ہے اور روایت ہے میں ہے جو
میں کرتا وہی ابو بکر عمر جہاں میں داخل ہوتا ہوں تو ابو
بکر و عمر داخل ہوتے جہاں میں نکلتا ہوں تو وہ دونوں بھی نکلتے
ہیں

یہ جملے اللہ، حضور نبی علی رضی اللہ عنہ کا خطاب حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے لئے تھا۔ ان سے امید تھی کہ اللہ تم پر اکرام کرے
اللہ کی رحمت جو ہے وہ تم کو بھی کی گئی ہے اور ابو بکر کو وہ
بدرجہ کرم نوازی کی گئی ہے۔ حضرت صحابہ کرام پر قریب خصوصی
کا نزول ہوتا ہے یہاں پر خاص رحمت مراد ہے

كنت أسمع ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے نام اپنے نام کے ساتھ ملا کر ادا کئے کہ نام
اپنے نام سے متصل رکھا نام اور کام متصل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کا مقام بڑا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ
نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کا ذکر اپنے نام سے متصل
کیا ہے

حدیث 3678، أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله

جیسا کہ آل فرعون سے ایک مومن شخص نے کہا تھا۔ یہ حدیث میں
فرمایا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آل فرعون سے اس شخص سے
افضل ہے کیونکہ اس نے صرف قول سے مدد کی تھی اور حضرت ابوبکر رضی
اللہ عنہ نے قول فعل دونوں سے مدد کی ہے

فرمایا حضرت ابو بکر ہجرت سے تیرہ سال جمادی الاخری کے
آٹھ دن باقی تھے تب وصال ہوا۔ آپ کی خلافت دو سال
تین ماہ اور کچھ دن رہی اور اس میں بھی کا اختلاف ہے لیکن
کہ انہوں نے بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح 63 سال مقرر فرمائے
عمر ان کی وفات ہوئی۔

* مناقب عمر بن الخطاب *

نام و نسب ،

آپ کا نام عمر کنیت ابو حفص لقب فاروق اعظم اور والد کا نام خطاب ہے اور والدہ کا نام حنتمہ ہے ،
آٹھویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندانی شجرہ سے ملتا ہے آپ کا واقعہ فیل کے 13 سال بعد پیدا ہوئے .

قبول اسلام ،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال 27 برس عمر میں اسلام سے مشرف ہوئے آپ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب کہ 39 مرد اور 11 عورتیں ایمان لا چکی تھیں

علی الاعلان ہجرت ، حضرت عمر فاروق کی ہجرت بھی بے مثال تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر فاروق کے علاوہ مجھے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے اعلانیہ ہجرت کی ہو

غزوات میں شرکت ،

امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے ہیں

آپ کی خلافت و شہادت ،

26 ذالحجہ 23 ہجری بدھ کے دن آپ زخمی ہوئے اور 3 دن بعد دس سال چھ ماہ چار دن امور خلافت کو انجام دے کر 63 سال کی عمر میں وفات پائی .

حدیث 3679 بالرمیصاء

اس حدیث کو باب سے مطابقت یہ ہے کہ اس حدیث میں ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنت میں محل دیکھا ،
رمیصاء . رمیصاء رمصاء کی تصغیر ہے اور ان کی کنیت ام سلیم ہے ان کا نام سہلہ بنت ملحان ہے ارمص ان کی منوکو

یہ ابو طلحہ کی بیوی ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں رمیص بمعنی آنکھ کا میل کیونکہ ان کی آنکھوں میں میل ہوتا تھا اس لیے ان کا لقب رمیصاء ہو گیا۔

سمعت خشفۃ معمولی آواز یا آہٹ کو خشفہ کہتے ہیں

فقال ھذا بلال :- اس قول کے قائل یا حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے یا کوئی فرشتہ تھا یا حضرت جبرائیل علیہ السلام خود نبی غیرتک :- غیرت یعنی کسی چیز سے اتنی زیادہ محبت کرنا یہاں تک کہ اس میں دوسرے کی شرکت ناگوار ہو۔

حدیث 3680 : تتوضأ الی جانب قصر

اس حدیث میں ذکر ہے کہ محل کی ایک جانب عورت وضو کر رہی تھی۔

* حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ خطابی نے جنت میں وضو کرنے کو مستبعد قرار دیا ہے کیونکہ جنت دار تکلیف نہیں ہے

* علامہ عبد الغنی سعدی شاہجی فرماتے ہیں حدیث میں وضو کرنے کا معنی شرعی مراد نہیں بلکہ لغوی معنی مراد ہے یعنی وہ عورت پانی سے اپنے اعضاء چمکا رہی تھی۔

جبکہ مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ جنت میں عبادت اسقاط تکلیف کے لیے نہیں بلکہ حصول لذت کے لیے ہے صالحین دنیا میں عبادت بطور تکلیف ادا کی جاتی ہے لیکن صالحین اس دنیا سے منتقل ہونے کے بعد بھی عبادت بجا لاتے ہیں، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر میں نماز پڑھتے دیکھا حالانکہ وہ اس نماز کے مکلف نہیں تھے۔

اس عورت کا وضو کرنا بھی اسی صورت پر محمول ہے لہذا اس کے صحیح ہے اور نہ اس کو لغوی معنی پر محمول کرنے کی ضرورت ہے۔

حدیث 3682

قال ای جهید العبقری

عبقری اس شخص کو کہتے ہیں جو حیرت انگیز کارنامے انجام دیتا ہے اور اس کی مہارت بے مثل ہو اور وہ یگانہ روزگار ہو

vivo Y20
2023.02.20 19:24

اسنہ جبیر نے کہا:-
عبقری کا مطلب ہے "منقش خوبصورت چادریں" اور عبقری سردار کو بھی کہتے ہیں (اس حدیث میں عبقری سے یہی مراد ہے)

یحییٰ بن زیاد فری نے کہا زرابی ان بچھونوں سے مراد (چادروں) جن جن کے حاشیے (کنارے) باریک پھیلے ہوتے بہت کثرت سے ہوتے ہیں

حدیث 3683، نسوۃ من قریش:

بظاہر یہ ثابت ہوا ہے کہ یہ خواتین ازواج مطہرات تھیں اور بات کرتے وقت ان کی آواز بہت بلند ہو رہی تھی۔

اعتراض، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آواز بلند کرنا تو منع ہے!

جواب، یہ اس ممانعت سے پہلے کا واقعہ ہے۔

أضحك الله سنك:-

اعتراض:- اللہ تعالیٰ کا وہ قول ہے، فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا (التوبہ 82)، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کیوں کی؟

جواب اول، حدیث میں ضحک سے مراد اس کا لازم ہے یعنی خوشی اور سرور

جواب ثانی:- یہ ہے کہ آیت میں عام افراد کو حکم ہے اس حکم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل نہیں

قاضی عیاض فرماتے ہیں:- شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دور رہتا تھا، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں وسوسہ ڈالنا ممکن نہ تھا

أنت أفظ و أغلظ:

اعتراض:- خواتین کے نزدیک آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی سختی اور شدت تھی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کم تھی یہ چیز آپ کے مکارم اخلاق کے مناسب نہیں!

جواب:- یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سختی اور درشتگی ہے لیکن وہ کفار اور منافقین کے لئے تھی قرآن کریم میں ہے۔

مرحلہ

ترجمہ: اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے (التوبہ ۷۳)

مصنف کے نزدیک اہل التراجم کا دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین و کفار پر جو سختی کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کی ہے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کے اعتبار سے نرم تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعض ملازم کاموں میں بھی سختی کرتے تھے اسی لیے ان کے بارے میں عورتوں نے یہ الفاظ کہے تھے۔

حدیث 3684: ما زلنا أعزة

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا غلبہ کا سبب بنا، ان کی ہجرت نصرت کا سبب تھی، ان کی خلافت رحمت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم بیت اللہ کے پاس علی الاعلان نماز نہیں پڑھ سکتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔
اور اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ عمر بن خطاب کے اسلام سے اسلام کو عزت دے، فرمایا اور اسلام کو عمر کے ذریعے عزت عطا فرما۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو مشرکین نے کہا کہ آج ہماری قوم کے دو حصے ہو گئے۔

حدیث 3688: عن الساعة

سوال کرنے والے کے متعلق چند اقوال ہیں
اول: یہ مرد ذوالخویصرہ الیمانی تھا
ثانی: حضرت ابو موسیٰ اشعری یا حضرت ابوذر تھے
ثالث: یہ اعرابی تھا اور یہ وہ اعرابی تھا جنھوں نے مسجد میں پیشاب کیا تھا

انی احب اللہ ورسولہ:

اللہ کی محبت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان ان کی اطاعت پر دوام کرے اور ان کی منع کردہ باتوں کو ترک کرے۔ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صالحین اور اہل خیر سے محبت کی فضیلت ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت یہ ہے کہ مسلمان ان کے احکام پر عمل کرے اور جن کاموں سے روکا گیا ہوں سے پرہیز کرے۔ صالحین سے محبت کرنے والا گروہ ان پر عمل کرے گا تو وہ بھی صالحین میں شمار ہو جائے گا۔

vivo Y20 2023.02.20 19:24

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے اولاد جنت میں تو ہوگا لیکن ان کا درجہ ان جیسا نہ ہوگا۔

حدیث 3689: من الامم ناس محدثون :-

محدثون کے بارے میں اقوال :-

محدث وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں غیب کی صحیح باتوں کا الہام کیا جاتا ہے۔ پھر جس طرح ان کے دل میں الہام ہوتا واقعہ ایسا ہی ہوا ہو۔

محدث دال پر زبر ہے اس کی تاویل میں اختلاف ہے۔

قول اول :- محدث بمعنی جس پر الہام کیا گیا ہو

قول الثانی :- اکثر علماء نے کہا کہ محدث بمعنی جس پر گمان صادق ہو

قول الثالث :- محدث جو نبی تو نہ ہو مگر اس سے فرشتے کلام کریں

قول الرابع :- محدث وہ ہے جس کے منہ سے صحیح بات نکلے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے محدث ہونے کی تخصیص ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا

حدیث 3691 : وعلیه قمیص

اشکال :- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قمیص لمبی تھی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قمیص چھوٹی تھی تو کیا اس سے یہ سمجھا جائے گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ فضیلت والے ہیں؟

جواب :-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کو چھوٹی قمیص پہنے دیکھا ان میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ علامہ عینی کا جواب ہے۔

فضیلت کا دارومدار عمل کی مقدار پر نہیں کیفیت پر ہوتا ہے، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین صاع کھجوریں دی اب اگر کوئی زیادہ صاع دے تو اس کی صاع کی مقدار زیادہ ہوگی وہ کیفیت میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہیں ہو سکتا اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق کے اعمال کی کیفیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کیفیت سے بڑھ کر ہے پس ہو سکتا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قمیص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قمیص سے چھوٹی ہو تو یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی مقدار کے زائد ہونے کی دلیل ہے، کیفیت میں بڑھنے کی نہیں۔

3699

حدیث فهو من أجلاء من اجل أصحابك

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کلام اس خوف کے غلبے کی وجہ سے تھا جو ان کو رلایا کہ حقوق میں تقصیر کے گناہگار کی وجہ سے تھا اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انتہائی خدا خوفی کی علامت ہے۔

مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نام و نسب: آپ رضی اللہ عنہ کا نام عثمان کنیت ابو عمرو لقب ذوالنورین اور آپ کا نسب کچھ اس طرح ہے، عثمان بن عفان بن ابو العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف یعنی پانچویں پشت میں آپ رضی اللہ عنہ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ نسب سے مل جاتا ہے۔

قبول اسلام:

آپ رضی اللہ عنہ ان حضرات میں سے ہیں جن کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی دعوت دی تھی آپ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں یعنی ابتدائے اسلام میں ہی ایمان لائے تھے

ان کی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اگر میری ۴۰ لڑکیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح اے عثمان! تم سے کر دیتا یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہ رہتی۔

ذوالنورین لقب کی وجہ:

حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک حضرت عثمان بن عفان کے علاوہ کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں۔ اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہتے ہیں

نور کی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضرت عثمان کے نجی حالات:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے تھے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے
بیٹا ۲ھ تھے ان کا نام عبداللہ تھا، وہ چھ سال کی عمر میں فوت ہو گئے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت مالدار تھے اور وہ اپنا اکثر مال راہ خدا
میں ہی خرچ کرتے تھے اور رشتہ داروں میں خرچ کرتے مسلمان کی
مثال سب کے سامنے دی جاتی تھی

حضرت عثمان کی شہادت کا سبب:

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیان فرمایا ہے کہ شہروں کے
حکام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ تھے مثال کے طور پر حضرت
معاویہ حکمران تھے بصرہ میں سعید بن ابی العاص تھے مصر میں عبداللہ
بن سعد خراسان میں عبداللہ بن عامر تھے مصر سے حج
جب ان شہروں سے لوگ حج کے لئے آتے تو وہ اپنے حاکم کی شکایت
کرتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نرم مزاج تھے وہ شکایت کرنے والوں کو
راضی کر دیتے اور بعض حکام تک کو معزول کر دیتے حتی کہ مصر کے لوگوں
نے عبداللہ بن سعد کی شکایت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان
کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کو حاکم مقرر کیا وہ لوگ اس پر راضی ہو گئے اور ابھی وہ راستے
میں ہی تھے کہ انہوں نے ایک شخص کو تیزی سے سوار جاتے ہوئے
دیکھا اور ان کو معلوم ہوا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا بھیجا ہوا قاصد
ہے اس قاصد کے پاس ایک مکتوب تھا جس پر لکھا ہوا تھا
کہ حضرت عبداللہ بن سعد کو بحال رکھا جائے انہوں نے اس خط پر
قبضہ کر لیا دوبارہ مدینہ پہنچ کر حضرت عثمان سے بات کی تو
حضرت عثمان نے حلف اٹھا کر کہا کہ نہ انہوں نے خط لکھا ہے
اور نہ کسی کو حکم دیا ہے ان لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے کاتب مروان
کو ہمارے حوالے کر دیں حضرت عثمان کو یہ خوف تھا کہ وہ مروان کو قتل
کر دیں گے لہذا آپ نے اپنا کاتب ان کے حوالے نہ کیا تو ان لوگوں نے آپ کے گھر
کا محاصرہ کر لیا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کوشش کی حضرت عثمان کے ساتھ
کھڑی ہوئیں حضرت عثمان نے ان کو قتل کرنے سے منع کر دیا حتی کہ
ان لوگوں نے حضرت عثمان کے گھر پر چڑھائی کی اور ان کو شہید
کر دیا

حدیث 3694 بئر رومہ
عیاں بئر رومہ کا ذکر ہے رومہ کی زمین حضرت عثمان نے 35
ہزار درہم میں خریدی تھی یعنی آپ نے کنواں کھودا
نہیں تھا بلکہ خریدا تھا
تجہیز جیش العسرۃ، حضرت عثمان نے اس لشکر کے لیے
950 اونٹ اور 50 گھوڑے فراہم کیے اور نبی ﷺ کی
خدمت میں 1000 دینار پیش کیے

جیش العسرۃ کی وجہ تسمیہ
جیش العسرۃ کا نام اس لیے رکھا گیا کہ اس میں گرمی کی
شدت تھی

حدیث 3695، اسلط انکشف عن رکبتیہ
آقا ﷺ کا گھٹنوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا پھر ڈھانپ لیا
اس وجہ سے کہ یہ ستر میں شامل نہیں تھا ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ
حضور ﷺ ستر کھولے ہوئے بیٹھے ہوں اور کوئی ان کا جسم
دیکھ لے۔

حدیث 3696 ولید بن عقبہ کا تذکرہ
ولید بن عقبہ حضرت عثمان کے ماں شریک بھائی تھے
حضرت عثمان نے ولید کو کوفہ کا گورنر بنایا تھا اور اس سے
پہلے حضرت سعد کوفہ کے گورنر تھے جب کہ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر دیا حضرت سعد کو معزول کرنے کا سبب
یہ تھا کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود بیت المال کے عامل تھے
ان سے قرض لیا تھا دونوں کے میں قرض کے مطالبے پر جھگڑا ہو گیا
تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ولید بن عقبہ کے بارے میں شکایت آئی
کہ شک مرض یوں ہوا کہ انھوں نے صبح کی نماز چار رکعت پڑھائی سلام
پھیر لیا بعد میں کہا کہ میں تمہیں اور زیادہ پڑھاؤں۔ وہ اس وقت
نشے کی حالت میں تھے اسی وجہ سے ان کو معزول کر دیا گیا۔

حضرت ولید کی سزا میں تاخیر کیوں کی؟
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سزا میں تاخیر اس لیے کی کہ پہلے تحقیق کر
رہے تھے کہ حضرت ولید نے یہ کام کیا یا نہیں ہے۔ اور جنھوں نے
شکایت کی تھی ان سے حضرت عثمان نے پوچھا کیا تم نے ان کو پیتے

ہوش دیکھا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ شیب گھوڑے بچایا کہ لوگوں نے
مجھے بچا لیا ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحبت اختیار کی ہے میں اللہ کی قسم [illegible] متعلق [illegible] کرتے کی
سعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کو وہ
کوڑے لگائیں

شارحین کا قول: (۴) ضرب لوش کے وہ کوڑے ہیں اور ولید کو وہ
کوڑے لگائے تھے۔ لیکن اس قول کے مطابق ولید کو وہ کوڑے لگانے
گئے جو کوڑے مارے گئے وہ۔ یہ تو ایک ضرب دو کوڑوں کی
طرح گنتی ہے

حدیث 3698:

حضرت عمر اور رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنگ
بدر میں شرکت نہیں کر سکے تھے پھر بھی آقا ﷺ نے ان کو مال غنیمت ملا اور اتنا
ہی اجر ملا جتنا شریک ہونے والوں کو ملا تھا۔ یہ حضرت عثمان کی فضیلت
ہے۔ اسی طرح غزوہ احد میں داخل نہیں ہوئے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے
انہیں معاف کر دیا اور انہیں بخش دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مال غنیمت
میں سے حصہ دیا۔ حضور ﷺ نے بیعت رضوان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو
اپنا دایاں ہاتھ فرمایا تھا۔ یہ حضرت عثمان کی بڑی فضیلت ہے۔

عشرہ مبشرہ:

وہ دس صحابہ جن کو دنیا میں ہی جنت کی قطعی خوشخبری
دی گئی

1) حضرت ابوبکر صدیق
2) حضرت عمر فاروق
3) حضرت عثمان غنی
4) حضرت علی بن ابو طالب
5) حضرت عبدالرحمن بن عوف
6) حضرت زبیر بن العوام
7) حضرت سعید بن زید
8) حضرت سعد بن ابی وقاص
9) حضرت ابو عبیدہ بن جراح
10) حضرت طلحہ بن عبید اللہ

(رضی اللہ عنہم)

مناقب علی بن ابی طالب ابی الحسن المرتضیٰ

نام و نسب: آپ رضی اللہ عنہ کا نام علی کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے آپ رضی اللہ عنہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے صاحبزادے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں آپ کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں۔ آپ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنھوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کا سلسلہ نسب اس طرح ہے علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف

تاریخ پیدائش: آپ واقعہ فیل کے ۳۰ سال بعد پیدا ہوئے

قبول اسلام: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بچوں میں سب سے پہلے اسلام سے مشرف ہوئے تاریخ الخلفاء میں ہے آپ دس سال کی عمر میں ایمان لائے اور بعض کے قول کے مطابق ۹ سال اور بعض نے آٹھ سال اور بعض دس سے بھی کم بتلاتے ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے آپ کی عمر ۸ سال تحریر فرمائی ہے

قبول اسلام کا سبب: آپ اسلام قبول کرنے کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھتے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کر رہے تھے؟ تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس کو اس نے اپنے لئے منتخب کیا ہے اور اس کی تبلیغ کے لئے اپنے رسول کو بھیجا ہے لہذا میں تم کو بھی اسی معبود کی طرف بلاتا ہوں جو اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں تم کو اسی کی عبادت کا حکم دیتا ہوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے والد ابو طالب سے مشورہ کر لوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی اگر تم اسلام نہیں لاتے تو تم اس معاملے کو پوشیدہ رکھو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس وقت ایمان نہیں لائے مگر دوسرے روز صبح ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول فرمایا

خلافت و شہادت:

آپ رضی اللہ عنہ ۱۹ رمضان المبارک جمعہ کی شب زخمی ہوئے اور ۲۱ رمضان اتوار کی رات ۴۰ ہجری میں وفات ہوئی

چار برس ۹ ماہ ۹ دن آپ رضی اللہ عنہ نے امورِ خلافت کو انجام دیا۔
اور ۶۳ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت امام حسن
اور حضرت حسین و حضرت عبداللہ بن جعفر نے
غسل دیا اور آپ کی نماز جنازہ حضرت امام حسن نے پڑھائی
آپ کو رات کے وقت دفن کیا گیا اور کسی مصلحت سے آپ کا
مزار لوگوں پر ظاہر نہ کیا گیا۔

لأعطين الراية :-

حدیث 3701 :- آپ کے لعاب مبارک کی
پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ کے لعاب مبارک کی
برکت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ ٹھیک ہو گئی تھی۔
تمام صحابہ کرام منتظر تھے لیکن جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملا
اس میں حضرت علی کی فضیلت ہے ان کی کہ اللہ تعالیٰ کے
رسول نے ان کو جھنڈا عطا کیا اور فرمایا ان کے ہاتھوں خیبر
فتح ہوگی۔ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے محبت تھی وہ بھی ظاہر ہو رہی ہے۔

ألا أعلمكما خيرا مما سألتماني :-

حدیث 3705 :- جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قیدیوں کا معلوم ہوا تو آپ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خادم طلب کرنے گئیں تبھی حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایسی تسبیح عطا فرمائی جو خادم
کی خدمت کرنے سے بہتر ہے جس کو تسبیح فاطمہ کہا جاتا ہے اور وہ
یہ ہے 33 سبحان اللہ 33 الحمد للہ 34 اللہ اکبر

منی بمنزلة هارون من موسى

حدیث 3706 :-
تم ہمارا مرتبہ میرے نزدیک وہی ہے جو حضرت ہارون علیہ
السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔ اس حدیث سے
یہ دلیل نہ لی جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل
رافضی تھے کہ ان کے ... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جانشین بنانا
چاہتے تھا غزوہ تبوک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بچوں کے پاس چھوڑ دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے جس طرح ان کے ساتھ چھوڑ رہے ہیں

بالکل اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔ اسی وجہ سے آپ نے اس حدیث میں یہ الفاظ فرمائے۔

حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر میں بھی خلیفہ بنے تھے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں بھی غزوہ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ کے خلیفہ بنے۔

قال اقضوا کما کنتم تقضون فانی اکرہ الاختلاف

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب عراق تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ تھا کہ ام ولد کو آزاد کیا جائے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے مختلف تھی پھر بحث و مباحثہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی طرف رجوع کر لیا اور ام ولد کو آزاد کر دیا گیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عراق والو! تم پہلے بھی فیصلے پر عمل کرتے تھے اب بھی اسی پر عمل کرو۔

اختلاف اشکال

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیوں کیا پھر رجوع کیوں فرمایا؟

جواب اشکال: اس میں وہ اختلاف مراد ہے جو فتنہ کا سبب ہو یا یوں کہ شیخین اختلاف کو ناپسند کرنے کے معنی میں لیتے ہیں یا فرماتے ہیں کہ اس میں اختلاف سے مراد جس میں تنازع ہو یا فتنہ پیدا ہو رہا ہو اور رجوع کی وجہ لونڈی پر رحم کرنا ہے۔

مناقب جعفر بن ابی طالب الہاشمی وقال لہ النبی ﷺ اشبہت خَلقی وخُلقی۔

نام و نسب: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے، اور حضرت علی سے دس سال بڑے تھے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی لقب الطیار، ذو الجناحین اور ذو الھجرتین ہے اور یہ جوان و شجاع تھے متقدمین اسلام میں سے تھے یعنی شروع میں ہی اسلام لائے تھے۔

شہادت: غزوہ موتہ میں 80 سال کی عمر میں شہید ہوئے

ذوالجناحین کہنے کی وجہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے جعفر کو دو پروں کے ساتھ جنت میں اڑتے ہوئے دیکھا۔ اور حضرت سعید نے بھی فرمایا کہ غزوہ موتہ میں ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے دو پر بنائے جس کے ساتھ وہ اڑتے ہیں۔

حدیث:

عن الشعبی ان ابن عمر کان اذا سلم علی ابن جعفر قال السلام علیک یا ابن ذی الجناحین قال ابو عبداللہ یقال کن فی جناحی ای فی ناحیتی کل جانبین جناحان

ذکر عباس بن عبدالمطلب:

نام ونسب: نام عباس کنیت ابوالفضل والد عبدالمطلب والدہ نتیلہ ہے۔ شجرہ نسب عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف الہاشمی القرشی۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول کریم کے چچا تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو، تین سال بڑے تھے۔ اور شروع میں اسلام لائے۔ 88 برس کی عمر پا کر 32ھ میں ماہ رجب یا رمضان جمعہ کے روز فوت ہوئے

انا نتوسل الیک

وسیلہ کسے کہتے ہیں؟

کسی ایک چیز سے دوسری چیز تک رسائی حاصل کرنا وسیلہ کہلاتی ہے اور وسیلہ جائز ہے۔ اس حدیث میں حضرت عباس کے وسیلے سے دعا مانگی جا رہی ہے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری وفات کے بعد ان سے وسیلہ جائز نہیں تھا بلکہ یہاں اس بات کی وضاحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ نیک بندوں بزرگوں کا وسیلہ دینا جائز ہے

مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قرابۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ رشتہ ارمسہ جو آپ کی اولاد کی طرف سے ہے

حدیث 3711 شئ الد میں اشقا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے میراث (کھوتہ) طلب کی حال نکہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نہیں کھا سکتے لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے

اعتراض: آپ رضی اللہ عنہا نے میراث میں سے کیوں حصہ طلب کیا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا کہ میری میراث کا کوئی وارث نہیں

جواب: حضرت فاطمہ کو اس کا علم نہیں تھا اسی وجہ سے آپ نے طلب کیا جب آپ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بتایا گیا تو وہ آپ رک گئیں۔

حدیث 3712۔ ارقبو محمدا :-

اہل بیت کی حفاظت کرو اور ان کا احترام کرو اہل بیت سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد حضرت بی بی فاطمہ حضرت علی اور حسنین کریمین داخل ہیں

حدیث 3713، فاطمۃ بضعۃ منی۔

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا امام بخاری نے مکمل حدیث بیان کی کہ حضرت علی کو حضرت فاطمہ کی موجودگی میں دوسرا نکاح کرنے سے روکا گیا یہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت و فضیلت بیان ہے

مناقب زبیر بن العوام :

نام و نسب :

آپ کا نام زبیر کنیت ابو عبداللہ لقب حواریِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم والد کا نام العوام والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ۔

سلسلہ نسب : یوں ہے زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب ، اور یہ حضور کے ساتھ پانچویں پشت پر جمع ہوتے ہیں ۔ ان کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں اور حضرت زبیر عشرہ مبشرہ میں سے ہیں انہوں نے تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی اور 30 ہجری میں ان کا انتقال ہوا ان کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت زبیر بن العوام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے اور یہ حواری کا لقب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوات کے لیے موقع پر فرمایا ۔

حواری :

یعنی مددگار لیکن امام بخاری کا قول یہ ہے کہ ان کو حواری سفید کپڑے ہونے کی وجہ سے کہا گیا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری میں سے ان کے چہروں پر نور ہوتا تھا اسی طرح حضرت زبیر کے چہرے پر بھی نور تھا انہوں نے چہرے پر چمکتا تھا ! دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق میں بار بار پوچھا میرے پاس بنو قریظہ کی خبر کون لائے گا تو بار بار حضرت زبیر نے رضامندی ظاہر کی اس وجہ سے آپ نے فرمایا وہ میرے حواری ہیں !

حدیث 3718 ، اما واللہ ! انکم لتعلمون انہ خیرکم ثلاثا

یہاں پر حضرت زبیر کی فضیلت بیان ہوئی ہے غزوہ احزاب میں پتا چلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی قریظہ نے عہد توڑ دیا تھا اور وہ قریش کے ساتھ ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جاسوسی کے لئے فرمایا تو کسی نے بھی ہاں نہیں کی سوا حضرت زبیر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان بار فرمایا تھا تینوں باری حضرت زبیر نے ہاں کی اسی وجہ سے بھی آپ کو حواری کہا گیا ۔

آپ کے والد

طلب کی حال کہ
حضرت فاطمہ
ملکیت ہے

مطلب کیا
دی وارث بھی

وجہ سے آپ
دیکھا تو وجہ

سے مراد
و حسن

و ناراض
تو حضرت
یہاں حضرت

ذکر طلحة بن عبید اللہ وقال عمر توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنہ راض ۔

نام و نسب: طلحہ کنیت ابو محمد لقب فیاض والد کا نام
عبید اللہ والدہ کا نام صعبہ
سلسلہ نسب: طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب
بن سعد بن تیم بن مرہ کعب ان کا نسب پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ مرہ بن کعب میں جمع ہو جاتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا نسب چھٹی پشت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے وہ
اسلام لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور حضرت طلحہ جنگ جمل میں ایک
سنگ [illegible] سے 36 ہجری میں شہید ہو گئے تھے جنگ جمل میں
سب سے پہلے شہید ہو گئے تھے۔ حضرت طلحہ شہید ہوگئے اکثر کا اس بات
پر اتفاق ہے آپ کی عمر 37 تھی یہ ان صحابہ کرام میں سے تھے جنت
کی بشارت تھی اور ان صحابہ میں سے تھے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے
ہاتھ پر اسلام لائے۔
اور اصحاب شوریٰ میں سے ایک بھی ہیں جن سے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
وصال کے وقت راضی تھے حضرت طلحہ کا قاتل مروان بن حکم تھا

طلحہ بن عبید اللہ کی مرویات:

38 احادیث مرویات کی ہیں جن میں سے ایک حدیث شیخین
متفق ہیں اور دو احادیث پر امام بخاری منفرد ہیں اور 3 پر
امام مسلم منفرد ہیں!

مناقب سعد ابی وقاص الزھری بنو زھرہ اخوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو سعد بن مالک،

سعد بن ابی وقاص اور بنو زہرہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال
میں سے ہیں

نام و نسب: نام ابی وقاص مالک بن اھیب بن عبد مناف بن زھرہ بن کلاب بن مرہ۔

وہ زبردست تیر انداز تھے سب سے پہلے تیر انھوں نے چلایا مستجاب الدعوات تھے۔

سلسلہ نسب: ان کا نسب کلاب بن مرہ سے آقا علیہ السلام سے مل جاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا رشتہ ننھیال کا ہے۔ حضرت سعد کے جد امجد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے چچا تھے۔

حدیث 3725 الجویۃ یوم احد:

یہاں یوم احد کے بارے میں بات ہو رہی ہے کہ جب تیر ختم ہو گئے تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیر عطا فرمایا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان

حدیث 3726، انا ثلث الاسلام:

یہ تیسرے اسلام لانے والے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد یہ ایمان لانے والے تھے

حدیث 3727، ما اسلم احد الا فی الیوم الذی اسلمت فیہ:-

حاشیہ:- اس کا ظاہر یہ ہے کہ ان سے پہلے کوئی اسلام نہیں لایا لیکن اس لفظ میں احتمال ہے اسکی طرح قسم میں ہے اور یہ ان کے گمان اور ان کے علم کے مطابق ہے ورنہ ان سے پہلے ان کے علاوہ لوگ اسلام لا چکے تھے وہ حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے

حدیث 3728

انا ثالث ثلثۃ:

حضرت سعد بن ابی وقاص بالغ و آزاد میں سے تیسرے ایمان لانے والے تھے ہو سکتا ہے کہ حضرت سعد کو معلوم نہ ہو کہ ان سے پہلے کوئی اسلام لایا ہے اس وجہ سے خود کو تیسرے ایمان لانے والا فرمایا۔

باب :- ذکر اصہار النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہم ابو العاص بن الربیع رضی اللہ عنہ

نام و نسب :- ابو العاص کا لقب اور مقسم ہے ربیع بن ربیع بن عبد العزیٰ بن عبد الشمس بن عبد مناف کے بیٹے تھے

کنیت :- ان کی کنیت ابو العاص سے مشہور ہے ان کی والدہ ہالہ بنت خویلد ہے یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسب سے بڑی شہزادی کا نکاح ان سے کروایا تھا.
ابو العاص کو غزوہ بدر میں مشرکین کے ساتھ قید کر دیا گیا تو سیدہ زینب نے ان کی رہائی کے فدیہ کے لئے اپنا ہار بھیجا تھا یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عقد نکاح کے موقع پر دیا تھا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہار دیکھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد آگئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ ہار ان کو واپس کر دو اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رہائی کے لئے یہ شرط لگائی کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھیج دیں تو انہوں نے یہ شرط پوری کی اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا حدثنی فصدقنی و وعدنی فوفی لی
ابو العاص کو دوبارہ قید کیا گیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان کو پناہ دی تو وہ مسلمان ہو گئے ان سے حضرت امامہ پیدا ہوئیں جن کو کندھے پر سوار کر کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی
ابو العاص جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے

مناقب زید بن حارثہ مولی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نام زید، کنیت ابو اسامہ، حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقب۔ والد کا نام حارثہ والدہ کا نام سعدیٰ بنت ثعلبہ۔ زید بن حارثہ یعنی کلبی سے ہیں۔ زید بن حارثہ بن شرحبیل بن کعب ابن عبد العزیٰ

واقعہ کی تفصیل :- زید بن حارثہ کی والدہ یمن سے مکہ میں آ رہی تھی کسی نے ان سے ان کا بیٹا چھین لیا اور بازار میں فروخت

vivo Y20
2023.02.20 19:26

[illegible]

بہت ... معلوم و تکریم کرتے تھے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر سے زیادہ دن کو عطا کرتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت اسامہ سے الگ رہے

شہادت: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اواخر میں فوت ہو گئے حافظ ابن عبد العزیز نے کہا ہے کہ وہ 54 ہجری میں فوت ہوئے تھے

حدیث 3737 لیت هذا عندي :

حضرت ابن عمر نے کہا کاش یہ میرے نزدیک ہوتا یعنی میں اس کو نصیحت کرتا اور سمجھاتا نیز حضرت ابن عمر نے کہا اگر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے تو اس پر شفقت فرماتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو علم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ سے اور ان کے والد اور ان کی اولاد سے محبت کرتے تھے

حدیث 3736 · فرآه ابن عمر لم يتم ركوعه ولا سجوده

اسی حدیث میں حضرت اسامہ کے ماں شریک بھائی کا ذکر ہے جو سنت کے مطابق نماز نہیں پڑھتے تھے تو اس لیے حضرت ابن عمر نے ان سے کہا تم اپنی نماز دہراؤ .

حضرت ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اور حضرت اسامہ کے ماں شریک بھائی کی وضاحت ؟

اس حدیث میں حجاج بن ایمن کا ذکر ہے یہ انصاری خزرجی ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ حبشی ہیں .

دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پالنے والی تھیں ان کے بیٹے ہیں اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی ہیں

امام ابن اسحاق نے کہا : یہ غزوہ حنین کے دن شہید ہو گئے تھے اور ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام حجاج تھا

حافظ ذہبی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے کہ

تجرید الصحابہ میں مذکور ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے پہلے جو شادی کی تھی (اس شخص کا نام عبید تھا اور وہ حبشی تھا) اس سے ایمن پیدا ہو گئے اور ایمن نے اپنے باپ کی طرف نسبت کرنے کے بجائے اپنی ماں حضرت ام ایمن کی طرف

نسبت کی کیونکہ ایمن ان کی باپ کی یہ نسبت شرف حاصل تھا اور اہل بیت
نبوی میں ان کی شہرت تھی ایمن کے بعد حضرت ام ایمن نے حضرت
زید بن حارثہ نے شادی کی اور ان سے حضرت اسامہ پیدا ہوئے اور یوں
ایمن بن ام ایمن حضرت اسامہ کے ماں شریک بھائی ہوئے کیونکہ ایمن بھی
ام ایمن ہی حضرت ام ایمن کے بیٹے تھے اور اسامہ بھی ان کے بیٹے تھے

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی سوانح اور ان کی خصوصیات :-

1) حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی اور رضاعی تھیں اور آپ کو پالنے والی تھی اور یہ حبشیہ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ نے ان کو آزاد کر دیا تھا اور یہ بہت پہلے اسلام لا کی تھیں انہوں نے حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی

2) دوسرا قول : یہ ہے کہ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں انھوں نے ان نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیا تھا

3) تیسرا قول : یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کی باندی تھیں اور یہ وہی ہیں جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب مبارک پی لیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا، تمہارے پیٹ میں اب کبھی درد نہیں ہوگا

حضرت مبرکہ کی کنیت ام ایمن ہے اور ایمن ان کے وہ بیٹے ہیں جو حبشی عبید سے پیدا ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، ام ایمن میری ماں کے بعد ماں ہیں اور آپ ان کے گھر ان سے ملاقات کے لئے جاتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے :-
ابن شہاب نے کہا ہے کہ ام ایمن حضرت اسامہ بن زید کی ماں تھیں اور یہ حبشیہ تھیں جب حضرت آمنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو حضرت ام ایمن آپ کو پرورش کرتی تھیں یا پالا کرتی تھی کہ آپ بڑے ہوگئے پھر آپ نے حضرت ام ایمن کو آزاد کر دیا اور حضرت زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے پانچ یا چھ ماہ کے بعد ان کی وفات ہوگئی حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کی زیارت کے لئے جاتے تھے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات کے لئے جاتے تھے۔

حضرت اسامہ بن زید کی مرویات

حضرت اسامہ بن زید سے ۱۲۸ احادیث مروی ہیں جن میں سے ۱۵ حدیثوں پر شیخین متفق ہیں اور ان میں سے ایک ایک دو حدیثوں کے ساتھ منفرد ہے

باب: مناقب عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما

عبداللہ بن عمر بن خطاب ابن نوفل بن عبد العزیٰ

نام و نسب:-

حضرت عبداللہ بن عمر کی کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے یہ مکی اور مدنی ہیں یہ اپنے والد کے ساتھ بہت پہلے اسلام لا چکے تھے اس وقت یہ نابالغ تھے یہ فقہاء صحابہ اور مکثرین حدیث میں سے ہیں ان کی والدہ کا نام زینب یا ریطہ بنت مظعون ہے ان کا لقب اتباع سنت ہے، غزوہ احد میں میں ۳ھ میں پیش ہوئے ۲ یا اس وقت ۱۴ برس کے تھے اس حساب سے

شہادت: سنہ تہتر ہجری میں مکہ میں فوت ہوئے تھے اس وقت ان کی عمر 86 سال تھی ان کی موت کا سبب یہ تھا حجاج بن یوسف نے اپنے نیزے کی زہر آلود نوک ان کے پاؤں میں ماری تھی اسی سے وہ بیمار ہو گئے حتیٰ کہ فوت ہو گئے

غزوہ بدر میں حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کم عمر قرار دیا جب آپ رضی اللہ عنہ تو جہاد میں شریک ہونے کے لئے پیش کیا تھا پھر انہوں نے احد میں اپنے آپ کو پیش کیا پھر اسی طرح ہوا۔ پھر انہوں نے غزوہ خندق میں اپنے آپ کو پیش کیا تو آپ نے قبول فرما لیا اسی وقت ان کی عمر ۱۵ سال تھی

کتاب الزہد:- میں امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت کی ہے کہ قریش کے جوانوں میں سب سے زیادہ اپنے نفس پر ضبط کرنے والے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں

ابو سعید نے سند صحیح کے ساتھ حضرت جابر سے یہ روایت کی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص مال دنیا کی طرف مائل تھا ہوا سوائے حضرت عبداللہ بن عمر کے

vivo Y20 2023.02.20 19:26

کے لئے رکھا تھا حکیم بن حزام نے انہیں اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے چار سو درہم میں خرید لیا تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ وہ واحد شخص ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔
جب ایک مرتبہ حضرت زید کے چچا اور والد نے انہیں لے جانے کا ارادہ کیا تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جانا چاہتے ہیں تو جا سکتے ہیں اگر جانا نہیں چاہتے تو کسی کو حق نہیں کہ ان کو لے جائے۔ میں جانا نہیں چاہوں گا۔
تو حضرت زید نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا۔ ان کے چچا اور والد حیران ہو گئے کہ آزادی کو چھوڑ کر غلامی کو پسند کر رہا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا۔ تو ان کے چچا اور والد راضی ہو کر چلے گئے۔ ان کا نکاح ام ایمن سے کیا تو ان سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد ان کا نکاح زینب بنت جحش سے ہوا۔ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔

قیافہ شناس:-

قیافہ شناس وہ ہے جو مشابہت اور رنگت سے بچے کو ماں باپ کے ساتھ ملاتا ہے۔ حضرت زید گورے تھے، اسامہ بن زید کالے تھے تو ان کے نسب میں طعن کیا جاتا تھا ان کی رنگت کی وجہ سے، ان کی رنگت ان کی والدہ سے ملتی تھی۔ اور جب قیافہ شناس نے تصدیق کی کہ ان میں سے ایک دوسرے کا جز ہیں تو عربوں کے اصول کے مطابق حضرت اسامہ کے نسب کی تصدیق ہو گئی۔

باب ذکر اسامۃ بن زید

نام و نسب:- حضرت اسامہ بن زید بن شرحبیل بن عبد العزی ان کا پورا نام ہے۔ ان کو محبوب ابن محبوب کہا جاتا تھا، کیونکہ یہ دونوں باپ بیٹے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے۔ ان کی کنیت ابو محمد اور ابو زید ہے۔ ان کی والدہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پالنے والی تھیں۔

قبول اسلام:-
امام ابن سعد نے کہا ہے کہ حضرت اسامہ زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے اور جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر (20) بیس سال تھی۔
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شام پر حملہ کرنے والے عظیم لشکر کا امیر بنایا تھا لشکر کے روانہ ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو روانہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی

حدیث ۵۷۳۸ رایت فی المنام کان ملکین

امام بخاری نے اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمر کے مناقب میں اس لئے روایت کیا ہے کہ اس میں حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ منقبت ہے کہ ان کو دوزخ سے محفوظ کر دیا گیا ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرویات:

ابن عمرؓ (۱۶۳۰) احادیث مروی ہیں متفقین ۱۷۰ پر متفق ہیں اور امام بخاری ۸۱ حدیثوں کے ساتھ منفرد ہیں امام مسلم ۳۱ کے ساتھ منفرد ہیں

باب: مناقب عمار و حذیفہ رضی اللہ عنہما۔

نام و نسب: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو الیقظان ہے یہ
آپ کے والد قدیم الاسلام ہیں ان کو اسلام لانے کی وجہ سے تکلیفیں دی جاتی تھیں ابو حذیفہ جاہل نے ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو قتل کر دیا تھا اور یہ اسلام میں پہلی شہیدہ تھیں اور ان کے والد بہت پہلے وفات پا گئے تھے اور حضرت عمار زندہ رہے یہاں تک کہ وہ جنگ صفین میں شہید ہوئے اور وہ حضرت علی بن ابو طالب کے ساتھ تھے اور یہ جماعت عادلہ میں تھے

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی والدہ کا نام سمیہ تھا یہ قریش کی باندی تھیں یہ سابقین اولین میں سے ہیں ان کو اور ان کے والد کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی وجہ سے تکلیفیں دی جاتی تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے اے آل یاسر صبر کرو تم سے جنت کا وعدہ ہے۔ حبشہ کی طرف ان کی ہجرت کرنے میں اختلاف ہے۔ انہوں نے مدینہ کی طرف ان کی ہجرت کی اور تمام غزوات میں حاضر رہے جنگ یمامہ میں ان کا کان کٹ گیا تھا حضرت عمرؓ نے ان کو کوفہ کا گورنر بنایا اور مسلمانوں کی طرف لکھا کہ یہ نجباء صحابہ میں سے ہیں

قبول الاسلام:

سنن ابن ماجہ میں حضرت زر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو پہلے سات حضرات اسلام لائے تھے ان میں سے حضرت عمار بن یاسر ہیں

[illegible] عمار رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور ان کو بہت سخت عذاب پہنچایا حتیٰ کہ انہوں نے مشرکین کے جبر سے کلمہ کفر پڑھ دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو حضرت عمارؓ نے آپ سے اس کی شکایت کی آپ نے پوچھا تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو انہوں نے کہا میرا دل ایمان سے مطمئن ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا، جگہ وبا ہو تم تو وہاں مت جاؤ، وہاں سے مت نکلنا۔

حضرت عمار بن یاسر کی مرویات۔

ان سے 62 احادیث مروی ہیں۔ دو حدیثوں پر امام بخاری و امام مسلم متفق ہیں۔ امام بخاری تین حدیثوں کے ساتھ منفرد ہیں اور امام مسلم ایک حدیث کے ساتھ منفرد ہیں۔

حذیفہ بن یمان،

حضرت حذیفہ بن یمان بن جابر العبسی رضی اللہ عنہما انصار سے تھے۔ وہ اور ان کے والد یمان اسلام لے آئے تھے اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس دن بعد 36 ہجری میں فوت ہوگئے۔

امام بخاری نے دونوں کا تذکرہ ساتھ کیوں کیا؟

امام بخاری نے ان دونوں کا تذکرہ ایک باب میں کیا ہے کیونکہ ان دونوں کا تذکرہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں مذکور ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان اور وہ حذیفہ بن حسل ہیں اور یمان حسل بن جابر کا لقب ہے۔

ہجرت،

انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تو آپ نے ان کو ہجرت اور نصرت کے درمیان اختیار دیا۔ تو انہوں نے نصرت کو اختیار کر لیا۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ احد میں حاضر ہوئے تھے اور اس غزوہ میں ان کے والد کو قتل (شہید) کر دیا گیا تھا۔ حضرت حذیفہ کو منافقین کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا راز دان کہا جاتا تھا۔ حضرت حذیفہ کے علاوہ اور کسی کو منافقین کا علم نہیں تھا۔ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا تو حضرت عمر حضرت حذیفہ کا جائزہ لیتے اگر وہ اس کے جنازہ میں شریک ہوتے تو حضرت عمر اس کی نماز جنازہ پڑھاتے ورنہ نہیں۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کے متعلق سوال کرتے تھے تاکہ اس سے مجتنب رہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غزوہ خندق میں رات کو بھیجا تاکہ کفار کی خبر لے کر آئیں۔ یہ غزوہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے کیونکہ کفار نے ان سے حلف لیا تھا کہ وہ ان کے خلاف قتال نہیں کریں گے۔ تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ وہ قتال کریں یا نہیں تو آپ نے فرمایا بلکہ ہم ان کے عہد کو پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ سے مدد طلب کریں گے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر باغی کے اطلاق کی تحقیق !

حضرت عمار بن یاسر کو حضرت معاویہ کے گروہ نے قتل کیا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
کو باغی ظاہر کے اعتبار سے فرمایا گیا ہے کیونکہ انہوں نے خلیفہ برحق حضرت علی
رضی اللہ عنہ کی حکم عدولی کی اور ان کے خلاف جنگ کی لیکن یہ حضرت معاویہ کی اجتہادی
خطاء تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی تھی: اے اللہ معاویہ
کو ہادی اور مہدی بنا اور ان کے سبب سے ہدایت دے
اگر حضرت معاویہ حقیقۃً باغی ہوتے تو حضرت علی کا ان سے جنگ ختم کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے
انحراف کو متعلق ہوتا کیونکہ حضرت معاویہ نے اپنے موقف سے رجوع نہیں کیا تھا اور ان کے
رجوع کے بغیر ان سے جنگ ختم کرنا اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی ہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت معاویہ حقیقۃً باغی نہیں تھے اس کی دوسری دلیل
یہ ہے کہ حارث اعور بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین سے لوٹ کر فرمایا کہ
اے لوگو: معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو اگر تم نے ان کو گم کر دیا تو تم دیکھو گے
کہ عنقریب سر تمہارے کندھوں سے اس طرح کٹ کٹ کر گریں گے جس طرح اندرائن کے
پھل درخت سے گرتے ہیں
سعید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے متعلق سوال
کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہمارے مقتول اور ان کے مقتول جنتی ہیں اور یہ معاملہ میرے
اور معاویہ کے درمیان موقوف ہو جائے گا۔

باب : مناقب أبی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

نام و نسب، حضرت ابو عبیدہ کا نام عامر بن عبد اللہ بن الجراح بن ھلال
بن اھیب بن ضبۃ بن الحارث بن فہر بن مالک ہے لقب امین الامۃ ہے
ان کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فہر بن مالک میں مجتمع ہو جاتا ہے اور
ان کے اور آپ کے آباء کے درمیان پانچ آباء کا فاصلہ ہے ان کا لقب امین الامت ہے
ان کے والد جنگ بدر میں حالت کفر میں مارے گئے تھے
ایک قول یہ ہے کہ خود ابو عبیدہ نے اپنے والد کو قتل کیا تھا۔
حضرت ابو عبیدہ کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے شام کا امیر مقرر کیا گیا تھا اور
وہ شام میں (۱۸) اٹھارہ ہجری میں طاعون عمواس میں فوت ہوئے تھے ان کی قبر
عمواس نام کی بستی میں غور بیسان نام کی جگہ میں ہے ان کی نماز جنازہ حضرت
معاذ بن جبل نے پڑھائی تھی حضرت ابو عبیدہ کی عمر ۵۸ سال تھی

حضرت ابو عبیدہ نبی ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ہی مسلمان
میں اسلام لائے تھے ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت غنم ہے۔ یہ ان دس صحابہ
میں سے ایک ہیں جنھوں نے اسلام لانے میں سبقت کی تھی اور دو ہجرتیں
کی تھیں اور غزوہ بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں حاضر رہے تھے یہ وہی
ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے لوہے کی دو کڑیاں نکالی تھیں
جس کی وجہ سے آپ کے سامنے کے دانت شہید ہو گئے تھے اور ان کے حق میں
نبی ﷺ نے فرمایا تھا، ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا
امین ابو عبیدہ بن الجراح ہے۔

الواقدی نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور حضرت سعد بن معاذ
کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور یہ وہی ہیں جنھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
(طاعون کی وباء میں) کہا تھا کیا ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں تو حضرت
عمر نے کہا اے ابو عبیدہ کاش تمہارے علاوہ کسی اور نے یہ بات کہی
ہوتی ہاں ہم اللہ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف بھاگ
رہے ہیں۔

عبد اللہ بن شقیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ
کو اس سے زیادہ محبت تھی تو انھوں نے کہا ابو بکر سے پھر حضرت عمر
پھر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سے

حضرت ابو عبیدہ ... اور ... لوگ جس
سے سیاہ رنگ ... کو ... رکھا جاتا تھا

حدیث 3744 ان امیننا أیتھا الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح،

ابو عبیدہ بن جراح کا خصوصی وصف امانت اور دیگر
صحابہ کے خصوصی وصف۔

اس حدیث میں مذکور ہے کہ اس امت میں یہ وصف عام ہے مگر اس سے
مراد اختصاص ہے یعنی تمام امتوں میں ہماری امت امین ہے
کے ساتھ خاص خصوصیت ہے کہ اس کا امین ابو عبیدہ
بن الجراح ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر ہیں (1) اور اللہ کے دین میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں (2) اور سب سے زیادہ حیا دار عثمان ہیں (3) اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں (4) اور حلال اور حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں (5) اور کتاب اللہ کی سب سے اچھی قراءت کرنے والے ابی بن کعب ہیں (6) اور وراثت کے احکام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے زید بن ثابت ہیں (7) اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں

حدیث 3745 قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاھل نجران،

نجران کا محل وقوع اور نجران وفد کی تعداد:-

نجران یمن کا ایک شہر ہے اور اس کے اہل یہ تھے العاقب اور اس کا نام عبدالمسیح ہے اور السید اور ابوالحارث بن علقمہ اور اس کا بھائی کرز اور اوس اور زید بن قیس اور شمر اور خویلد اور عمرو اور عبید اللہ

امام ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ نجران کا وفد نو (9) ہجری میں آیا تھا اور یہ ان کے شہر کے 14 معزز افراد تھے یہ عیسائی تھے اور اس وقت اسلام نہیں لائے تھے السید اور العاقب چند دن ٹھہرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے

امام ابن اسحاق نے کہا ہے:-

کہ نجران کے وفد میں ساٹھ (60) سوار تھے. ان میں سے 24 ان کے معزز افراد تھے ان کے رئیس ان کے کار مختار تھے العاقب السید اور ابو حارثہ یہ لوگ جب مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو بہت زرق برق لباس پہنے ہوئے تھے نماز کا وقت آچکا تھا انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی تھی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو چھوڑ دو. ان میں سے گفتگو کرنے والے ابو حارثہ السید اور العاقب تھے انہوں نے درخواست کی کہ ان کے ساتھ کوئی امین بھیجا جائے تو آپ نے ان کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو بھیج دیا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابو بکر ہیں ۔ اور اللہ کے دین میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں اور سب سے زیادہ حیا دار عثمان ہیں اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں اور حلال اور حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں اور کتاب اللہ کی سب سے اچھی قرات کرنے والے ابی بن کعب ہیں اور وراثت کے احکام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے زید بن ثابت ہیں اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں

حدیث 3745 قال النبی ﷺ لاهل نجران،

نجران کا محل وقوع اور نجران وفد کی تعداد ۔

نجران یمن کا ایک شہر ہے اور اس کے اهل یہ تھے العاقب اور اس کا نام عبد المسیح ہے اور السید اور ابو الحارث بن علقمہ اور اس کا بھائی کرز اور اوس اور زید بن قیس اور شمہ اور خویلد اور عمرو اور عبید اللہ

امام ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ نجران کا وفد نو (9) ہجری میں آیا تھا اور یہ ان کے شہر کے 14 معزز افراد تھے یہ عیسائی تھے اور اس وقت اسلام نہیں لائے تھے السید اور العاقب چند دن ٹھہرے کے بعد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے ۔

امام ابن اسحاق نے کہا ہے ۔

کہ نجران کے وفد میں ساٹھ (60) سوار تھے ۔ ان میں سے 24 ان کے معزز افراد تھے ان میں تین ان کے کار مختار تھے العاقب السید اور ابو حارثہ یہ لوگ جب مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو بہت زرق برق لباس پہنے ہوئے تھے نماز کا وقت آ چکا تھا انھوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو ۔ ان میں سے گفتگو کرنے والے ابو حارثہ السید اور العاقب تھے انھوں نے درخواست کی کہ ان کے ساتھ کوئی امین بھیجا جائے تو آپ نے ان کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو بھیج دیا ۔

باب: مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما۔

امام حسن رضی اللہ عنہ۔

نام ولقب: حضرت حسن کی کنیت ابو محمد ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ابو عبد اللہ تھی۔

حضرت حسن نے خلافت کو کسی قلت اور ذلت کی بنا پر ترک نہیں کیا تھا بلکہ دین اور نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کے تحقق کی بنا پر ترک کیا تھا کیونکہ آپ نے فرمایا تھا اللہ تعالی اس کے سبب مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔ ایک گروہ ان کا تھا اور دوسرا گروہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔

شہادت: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر کھلایا گیا تھا اس وجہ سے وہ مدینہ میں انچاس (۴۹) ہجری میں وفات فرما گئے۔

ولادت: حضرت حسن کی ولادت اور حضرت حسین کی ولادت میں صرف ایک طہر کا فاصلہ تھا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ

شہادت: امام حسین رضی اللہ عنہ کو سنان بن انس النخعی نے دس محرم جمعہ کے دن ۶۱ ہجری میں عراق کی زمین کربلا میں شہید کیا تھا۔ یہ جمہور کا قول ہے اس کے علاوہ دیگر بھی اقوال ہیں۔

ولادت:

حضرت حسن کی ولادت رمضان ۳ ہجری میں ہوئی تھی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت شعبان (۴) ہجری میں ہوئی تھی۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تو لوگوں نے یزید کو خلیفہ بنادیا حضرت حسین نے ان کی طرف خروج کیا عبید اللہ بن زیاد ان سے پہلے کوفہ پہنچ گیا اور کوفہ کے اکثر لوگ خوف یا طمع کی وجہ سے اس کے تابع ہوگئے اور اس نے حضرت حسین کے عم زاد مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا اور حضرت حسین ان کی شہادت سے پہلے اہل کوفہ سے بیعت لینے پہنچ چکے تھے پھر عبید اللہ بن زیاد نے ان کی طرف لشکر روانہ کیا جس نے حضرت حسین سے قتال کیا حتی کہ حضرت حسین اور ان کے اہل بیت کی جماعت شہید ہوگئی۔

حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور آپ کی خوشبو ہیں۔ [illegible] ابو محمد۔

امام ابو یعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے پس جب آپ سجدہ
میں گئے تو حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما اچھل کر آپ کی پشت پر بیٹھ
گئے جب لوگوں نے ان کو منع کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے اشارہ کیا کہ ان کو چھوڑ
دو۔ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ان دونوں کو اپنی گود میں بٹھا لیا
میں فرمایا، جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ان دونوں سے محبت کرے

حدیث 9748، فیصل پبلکیشنز :-

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کے مصداق میں متعدد اقوال ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کی تعیین میں حسب ذیل اقوال ہیں:-
(1) الحصین بن نمیر (2) مہاجر بن اوس التمیمی (3) کثیر بن عبد اللہ
الشعبی (4) شمر بن ذو الجوشن (5) سنان بن ابی اوس بن عمرو
النخعی = اور زیادہ مشہور ہیں، اس نے حضرت حسین کا سر
پکڑ کر خولی بن یزید کو دے دیا سنان نے آپ کو نیزہ مارا آپ
نیچے تشریف لائے تو اس نے خولی سے کہا ان کا سر کاٹ لو، اس نے سر
کاٹنے کا ارادہ کیا تو اس پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ کمزور پڑ گیا تو اس نے
سنان سے کہا۔ اللہ تعالیٰ تیرا سر یا زو توڑے اور تیرے ہاتھ کاٹ ڈالے
پھر ذبح کر دے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں دفن کیا گیا وہاں آپ کا مزار
معروف ہے اور تمام علاقوں سے لوگ آپ کی زیارت کے لیے آتے ہیں یعنی
آپ کا جسم مبارک وہاں دفن کیا گیا تھا اور آپ کا سر اقدس ابن زیاد
کی طرف منتقل کیا گیا تھا اسی طرح آپ کے باقی رفقاء جو کربلا میں شہید ہو
گئے تھے ان کو بھی وہیں دفن کیا گیا تھا اور ان کو بنو اسد میں سے بنو غاضر
نے دفن کیا تھا۔

حافظ ابو العلاء الهمدانی نے ذکر کیا ہے:-

کہ یزید بن معاویہ نے آپ کا سر مبارک مدینہ منورہ میں بھیج
دیا تھا پھر مدینہ کے عامل عمرو بن سعید بن العاص نے اس کو کفن پہنایا اور
اس کو بقیع میں ان کی والدہ کی قبر کے پاس دفن کر دیا اور یہ اس سلسلے میں
سب سے زیادہ صحیح قول ہے۔

2023.02.20 19:29

حضرت حسین وحسن رضی اللہ عنہما سے مشابہت کی حدیثوں میں
تعارض اور اس کا جواب عینی اور دیگر شارحین سے۔

اس حدیث پر یہ اعتراض ہے کہ جامع الترمذی (3748) میں گزر چکا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہت تھی اور اگلی حدیث (3740) میں مذکور ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ سے سب سے زیادہ مشابہت تھی

جواب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں ہی آپ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور حضرت حسن کی آپ سے سب سے زیادہ مشابہت حقیقی ہے اور حضرت حسین کی آپ سے مشابہت اضافی ہے یعنی حضرت حسن کے علاوہ باقی اہل بیت میں سے سب سے زیادہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ سے مشابہ تھے۔

یہ مصنف کا جواب ہے اور علامہ عینی نے بعض شارحین سے یہ جواب نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں حضرت حسن سب سے زیادہ آپ سے مشابہت تھے اور آپ کی وفات کے بعد سب سے زیادہ حسین مشابہ تھے اور [illegible]۔

اور دوسرا جواب امام ترمذی نے دیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے جسم کے بالائی حصے کے مشابہ تھے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کے زیریں حصے کے مشابہ تھے لیکن یہ دونوں جواب بعید از فہم ہیں اس لئے اس تعارض کا صحیح جواب وہی ہے جو ہم نے لکھا ہے کہ یہ دونوں ہی سب سے زیادہ آپ کے مشابہ تھے

حدیث نمبر 3753۔ یسألون عن الذباب

حضرت عبد اللہ بن عمر کو اس پر تعجب ہوا کہ اہل عراق پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی محرم (احرام والا) مکھی کو قتل کر دے تو اس پر کتنا فدیہ دینا لازم ہوگا اور اس کی ان کو فکر ہے حالانکہ انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا جو حضرت علی کے بیٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں اور اس کی ان کو کوئی فکر نہیں یہ معمولی جرم کی ان کو فکر ہے اور اتنے عظیم جرم کی ان کو کوئی فکر نہیں

vivo Y20
2023.02.20 19:29

باب: مناقب بلال بن رباح مولی ابی بکر رضی اللہ عنہما

حضرت بلال کی والدہ کا نام ہے حمامۃ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو پانچ اوقیہ میں خریدا تھا۔

مؤذن بھی ہوا عہدہ ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔

حضرت بلال ابن رباح حبشی ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو مشرکوں سے اس وقت خریدا تھا جب وہ ان کو اس بات پر عذاب دے رہے تھے کہ وہ اللہ کو واحد کہہ رہے تھے۔ سو انہوں نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لازم رہے جب آپ نے اذان دی تھی اور تمام غزوات میں آپ کے ساتھ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کا بھائی بنایا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جہاد کرنے کے لئے نکل گئے یہاں تک کہ شام میں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت بلال کے مناقب مشہور ہیں۔ جب دوپہر کے وقت جب دھوپ خوب گرم ہو جاتی تو امیہ بن خلف ان کو نکالتا اور ان کو پیٹھ کے بل مکہ کے میدان میں لٹا دیتا اور بھاری پتھر ان کے سینہ پر رکھ دیتا اور کہتا یہ پتھر تم پر اسی طرح رہے گا حتی کہ تم مر جاؤ یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرو۔ ۱۰/۵۹ اس حال میں بھی احد احد (اللہ ایک ہے) کہتے تھے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو مشرکین سے خرید کر آزاد کر دیا

امام بخاری نے فرمایا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوت ہو گئے تھے

عمرو بن علی نے کہا ہے کہ وہ ۲۰ ہجری میں حلب میں فوت ہو گئے تھے۔ ابن بکیر نے کہا ہے کہ وہ عمواس کے طاعون میں فوت ہو گئے تھے۔

حدیث: 3755

فوائد علمیہ:—

حضرت ابوبکر کے حضرت بلال کو مدینہ میں روکنے اور حضرت بلال کے نہ رکنے کی وجوہات:—

(علامہ کرمانی:—)

نے لکھا ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا کہ وہ مدینہ سے ہجرت کر جائیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا ان کا ارادہ تھا کہ وہ مسجد نبوی میں اذان دیتے تو حضرت بلال نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر مدینہ میں رہنا نہیں چاہتا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو ان کے خالی دیکھنے کو برداشت نہیں کر سکتا۔

امام ابن سعد نے الطبقات میں یہ روایت کی ہے کہ حضرت بلال نے کہا
مومن کا سب سے افضل عمل فی سبیل اللہ جہاد ہے اس لیے میں نے ارادہ کیا
کہ میں اللہ کی راہ میں اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کروں گا اور
کہا میں تم کو حق تعالیٰ اور ایمان حق کی قسم دیتا ہوں کہ مدینہ میں
رہو، پھر حضرت بلال حضرت ابوبکر کی حیات تک مدینہ میں رہے پھر جب
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو حضرت عمر نے ان کو اجازت دے
دی پھر وہ جہاد کے لئے ملک شام چلے گئے اور اٹھارہ ہجری میں عمواس
کے طاعون میں ان کی وفات ہوگئی ایک قول یہ ہے کہ بیس (20) ہجری
میں ان کی وفات ہوئی تھی

باب: مناقب ابن عباس رضی اللہ عنہما

نام و نسب:۔

22.01.2023
ماشاءاللہ
اللہ پاک بے حساب مغفرت
فرمائے ایمان پر خاتمہ نصیب
کرے ہزار بار عشق مدینے کی
حاضری نصیب فرمائے آمین

باب ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہما

نام و نسب: حضرت عبد اللہ ابن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد ہیں۔ ان کی کنیت ابو العباس ہے والدہ کا نام ام الفضل لبابہ ہے

ولادت: یہ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے تھے اور سنہ 68 ہجری میں طائف میں فوت ہوئے تھے۔ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر دس سال تھی (صحیح یہ ہے کہ اس وقت ان کی عمر تیرہ سال تھی) کیونکہ وہ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے تھے

حضرت ابو وائل نے کہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بصرہ میں آئے تھے عرب میں ان کی مثل حسین عالم اور خوش لباس کوئی نہیں تھا۔

امام احمد نے کریب سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا حتی کہ مجھے اپنے برابر کر دیا جب آپ اپنی نماز کی طرف متوجہ ہوئے تو میں پیچھے ہٹ گیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے مجھ سے پوچھا: کیا بات تھی؟ (جو تم پیچھے ہٹ جاتے تھے) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کسی کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ نماز میں آپ کے برابر کھڑا ہو! حالانکہ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تب آپ نے میرے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ میرے علم اور فہم میں اضافہ کرے

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور دعا کی: اے اللہ اسے حکمت کا علم عطا فرما۔ ایک روایت میں ہے: اسے کتاب کا علم عطا کر۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حکمت سے مراد صحیح فیصلے تک پہنچنا ہے جو نبوت کے علاوہ ہو

حدیث 3756: اللّٰھم علّمہ:

تعریف حکمت: (1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرآن کے حلال و حرام کو جاننا حکمت ہے۔

(2) دوسری لغت میں حکمت علم کے موافق عمل کو کہتے ہیں

باب ، مناقب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

نام و نسب کنیت :- ان کا مکمل نام ہے ابو سلیمان خالد بن الولید بن المغیرہ بن عبد شمس بن عمر بن مخزوم بن یقظہ مرہ بن کعب ان کا نسب مرہ بن کعب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے ماں کا نام لبابہ

یہ مشہور سوار صحابہ میں سے ہیں فتح مکہ اور حدیبیہ کے درمیانی عرصہ میں اسلام لائے تھے۔

ایک قول ہے : غزوہ موتہ سے دو ماہ پہلے اسلام لائے اور یہ جمادی الاولیٰ آٹھ ہجری تھی اس کے بعد رمضان میں فتح مکہ ہوئی ، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے

وفات :- یہ اپنے بستر پر حمص یا مدینہ میں ۲۱ ھ کو فوت ہوئے یہ زمانہ جاہلیت میں اشراف قریش میں سے تھے زمانہ جاہلیت میں گھوڑوں کی لگامیں ان ہی کے ہاتھ میں تھیں ! یہ سات ہجری میں فتح خیبر سے پہلے اسلام لائے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام شہروں میں یہ مکتوب لکھ کر بھیجا کہ میں نے خالد کو کسی غصہ یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا لیکن لوگ اس کو بہت عظیم قرار دیتے ہیں اور اس کی وجہ سے اس فتنہ میں ہیں (کہ تمام فتوحات خالد کی وجہ سے ہوتی ہیں) مجھے یہ خطرہ ہے کہ لوگ (فتوحات میں) خالد پر توکل کریں گے میں نے یہ پسند کیا کہ لوگ یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ فتح دینے والا ہے اور وہ کسی فتنہ میں نہ پڑ جائیں اور خالد سے مال لیا تھا وہ ان کو واپس کر دیا۔

باب: مناقب سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ

سالم:- حضرت بن معقل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے یہ اصطخر کے اہل فارس میں سے تھے۔

ایک قول یہ ہے۔ کہ عجم الفارس میں سے تھے یہ اکابر اور فضلاء صحابہ میں سے تھے ان کا شمار مہاجرین میں ہے کیونکہ جب ان کو ان کی مالک حضرت ابو حذیفہ کی بیوی نے آزاد کر دیا تو حضرت ابو حذیفہ نے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا اسی وجہ سے ان کو مہاجرین میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ حضرت ابو حذیفہ کی بیوی جو ان کی مالکہ تھیں وہ انصاریہ تھیں۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ ثبیتہ بنت یعار انصاریہ کے غلام تھے۔

حافظ ابن عبدالبر:-

حافظ ابن عبدالبر کہا ہے کہ حضرت سالم بدر میں حاضر تھے اور جنگ یمامہ میں وہ اور ان کے مالک حذیفہ دونوں شہید ہو گئے تھے

حذیفہ مہاجرین اولین میں سے تھے انھوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی وہ حضرت کی تمام غزوات میں شریک تھے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے انکی عمر اس وقت 53 - 54 سال تھی۔

حدیث: 3758

استقرؤا القرآن من اربعۃ

قرآن مجید کو حاصل کرنے کے لئے چار صحابہ کی تخصیص کی توجیہ

اس حدیث میں قرآن مجید حاصل کرنے کے لئے چار مردوں کا ذکر کیا گیا ہے تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ۔ ان چار صحابہ کو دوسروں کی بہ نسبت قرآن مجید کے الفاظ زیادہ محفوظ تھے۔ اور یہ ان الفاظ کی ادائیگی دوسروں سے زیادہ عمدگی سے کرتے تھے اگر چہ بعض دوسرے صحابہ کو ان کی بہ نسبت قرآن مجید کی فہم اور مسائل کے استنباط کا ملکہ ان سے زیادہ تھا۔ ان چاروں میں سے عبداللہ بن مسعود کا ذکر سب سے پہلے فرمایا تاکہ یہ معلوم ہو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ان سب سے افضل ہیں۔

1) عبداللہ بن مسعود 2) سالم مولی ابو حذیفہ
3) ابی بن کعب 4) معاذ بن جبل

باب ۔ مناقب عبد اللہ بن مسعود

نام و نسب: ان کی والدہ کا نام ہے ام عبد بنت عبد ود وہ اسلام لائی تھی ان کو صحابیت حاصل ہوئی اور ان کے والد زمانہ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے یہ عبداللہ بن مسعود پہلے اسلام لائے تھے، اسلام لانے والوں میں چھٹے مرد تھے انھوں نے دو ہجرتیں کی تھی ۔ اور یہ غزوہ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعلین اٹھانے والے تھے۔

وفات: یہ 32 ہجری میں مدینہ میں فوت ہوئے تھے اس وقت انکی عمر 60 سال سے زائد تھی۔

سلسلہ نسب: عبد اللہ بن مسعود بن غافل الھذلی اور ھذیل بن مدرکہ بن الیاس ہے ان کا نسب مدرکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

ان کو صاحب الطھور والساودۃ اور صاحب النعلین کہا جاتا تھا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرواتے جوتے اٹھاتے

علامہ ابن حجر نے کہا یہ آپ کی جوتی اٹھاتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کرتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تو پردہ خاص کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے لئے ان کاموں پر راضی ہوں جن کاموں پر ام عبد کے بیٹے راضی ہیں اور ان کاموں پر ناراض ہوں جن پر یہ ناراض ہیں

حضرت ابن مسعود کہتے تھے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بہتر نہیں ہوں لیکن مجھے علم ہے کہ قرآن کی کونسی آیت کب نازل ہوئی اور کس متعلق نازل ہوئی اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کسی شخص کو مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم ہے تو میں اونٹ پر سفر کر کے اس کے پاس جاتا

یہ حضرت عثمان کے دور خلافت میں مدینے میں فوت ہوئے انھوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے رات کو دفن کیا جائے حضرت عثمان نے جنازہ نماز پڑھائی تھی، حضرت مسعود ہی وہ صحابی ہیں جنھوں نے غزوہ بدر میں قدحت لمن اخی من یعنی ابوجہل کا سر کاٹا تھا

حدیث ۔3763۔

فقدمت انا واخی من الیمن

حضرت ابن مسعود کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے پاس کثرت سے آنا جانا تھا یہ انکی خصوصیت و ان کی فضیلت کی دلیل ہے اس وجہ سے امام بخاری نے اس حدیث کو عبد اللہ بن مسعود کے مناقب میں ذکر کیا ہے

باب: ذکر معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ان کا نام معاویہ بن ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف القرشی الاموی ہے۔ ان کی ماں کا نام ھندہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس ہے۔

حضرت معاویہ اور ان کے والد فتح مکہ کے وقت اسلام لائے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت معاویہ صلح حدیبیہ کے زمانے میں اسلام لائے تھے۔ حضرت معاویہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔ ان کے بھائی یزید بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انیس (19) ہجری میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حکم سے دمشق کے گورنر مقرر ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پورے عرصے زمانے تک اس منصب پر مقرر رہے بعد میں حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے جنگ کے زمانے میں بھی دمشق کے حاکم رہے۔

پھر (41) ھ میں سب مسلمانوں کا حضرت معاویہ کی تمام ممالک اسلامیہ کی حکومت پر اتفاق ہو گیا پھر شام میں ان کی چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک رہی۔

ولادت:۔ مشہور قول یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے۔

بائیس رجب کے کونڈوں کی تحقیق:۔

عام طور پر لوگ بائیس (22) رجب کو حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز دلاتے ہیں اور ان کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں لیکن بائیس رجب حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات نہیں ہے بلکہ 22 رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ہے شیعہ چونکہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت سے بغض و عناد رکھتے ہیں اس
لئے اس دن ان کی وفات پر خوشی مناتے ہیں اور کھیر اور حلوہ پوری
وغیرہ پکاتے ہیں اور اہل سنت کے ذریعوں نے اس میں یہ التزام کیا
ہے کہ جس جگہ امام جعفر کی نیاز دی جائے اس کھانے کو وہیں
کھایا جائے باہر نہ نکالا جائے۔

وفات :-

22 رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ہے حضرت معاویہ
دمشق میں جمعرات کے دن فوت ہوئے جب رجب کے اختتام میں آٹھ
دن رہتے تھے یعنی 22 رجب ٦٠ھ میں اس وقت ان کی عمر 82
سال تھی اب ان کی خلافت انیس (19) سال تین مہینے اور بیس
(20) دن رہی۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کی عمر 78 سال تھی اور ایک قول
یہ ہے کہ ان کی عمر 86 سال تھی۔

حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات کے متعلق
شیعہ عالم لکھتے ہیں :-
اس میں اختلاف نہیں کہ وفات ان کی 148ھ میں واقع ہوئی
مشہور زیادہ یہ ہے کہ ماہ شوال میں آپ نے وفات فرمائی اور
اور بعضوں نے دوشنبہ پندرہویں ماہ رجب میں مذکور رکھا
ہے۔ اکثر عمر شریف کی 65 سال اور بعض 69 سال لکھتے ہیں

تاہم حضرت جعفر صادق کے لئے ایصال ثواب
کرنا ہر روز جائز ہے اور 22 رجب کو بھی جائز ہے لیکن اس تاریخ میں چونکہ
حضرت معاویہ کی وفات ہوئی ہے اس لئے اس قسم کی نیاز رکھنے سے جیسے
جلسہ تاریخ میں ان کے لئے بھی ایصال ثواب کرنا جائز ہے اور کونڈوں کی
نیاز میں جو بے جا قیود لگائی گئی ہیں اور فاتحہ کا کھانا اسی سوجی
اور اتنی مقدار میں گھی ہو اور فاتحہ کا کھانا اسی جگہ بیٹھ کر کھانا باہر
بالکل نہ لے جایا جائے اور فاتحہ کے وقت لکڑہارے اور وزیر کا منظوم
قصہ بھی پڑھا جائے ان امور کی کوئی شرعی اصل نہیں ہے اس
لئے ان امور سے اجتناب کیا جائے۔

فقاہت :-

حضرت معاویہ کے ایک رکعت وتر پڑھنے کی تحقیق :-

حضرت معاویہ کو چھوڑ دو یعنی ان پر انکار اور اعتراض نہ کرو۔ کیونکہ وہ فقیہ ہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور فقہی احکام کے عارف ہیں

میں کہتا ہوں کہ عکرمہ نے جو ایک رکعت وتر پڑھنے پر اعتراض کیا تھا اس میں یہ دلیل ہے کہ صحابہ کرام کے نزدیک وتر کی تین رکعت پڑھنا معروف تھا تاہم حضرت معاویہ کے ایک رکعت پڑھنے کی تاویل یہ ہے کہ اس لئے وہ ایک رکعت آخری دوگانہ کے ساتھ ملی ہوئی تھی اور یہ تاویل اس لئے ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رکعت نماز کو دم کٹی نماز فرمایا ہے اور اس سے منع فرمایا تھا

حضرت ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دم کٹی نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے کہ کوئی آدمی ایک رکعت پڑھ کر اس کے ساتھ وتر کرلے۔

باب: مناقب فاطمۃ علیہا السلام

اس باب میں سیدہ فاطمہ بنت النبی ﷺ کے مناقب ہیں ان کی والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا زمانہ اسلام میں پیدا ہوئیں

ولادت :- ان کی ولادت اس وقت ہوئی جب قریش کعبہ کو بنا رہے تھے اور قریش نے نبی ﷺ کے اعلان نبوت سے سات سال اور چھ ماہ پہلے کعبے کو بنانا شروع کیا تھا

نکاح :- اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب سے غزوہ احد کے بعد ان کا نکاح کیا تھا، نکاح کے ساڑھے نو ماہ بعد ان کی رخصتی ہوئی تھی۔ ان کی عمر اس وقت پندرہ سال اور پانچ ماہ تھی۔

اولاد :- علامہ ابو عمر نے کہا: ان سے حضرت حسن حضرت حسین حضرت ام کلثوم اور حضرت زینب پیدا ہوئیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے ہوتے کوئی اور نکاح نہیں کیا یہاں تک ان کی وفات ہوگئی۔

وفات :- ان کی وفات سن رمضان گیارہ ہجری بروز منگل ہوئی۔ العطائی نے کہا :- ان کی نماز جنازہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی :-

علامہ کرمانی نے کہا :- حضرت علی نے ان کو غسل دیا اور انہوں نے ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی وصیت کے مطابق رات کے وقت ان کو دفن کیا :

حضرت فاطمۃ الزہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں اور آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں

حافظ ابن عبد البر :- نے کہا کہ آپ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب تھیں پھر حضرت رقیہ پھر حضرت ام کلثوم پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھن۔ یہ اعلان نبوت سے تقریباً ایک سال پہلے پیدا ہوئیں۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 35 سال تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پانچ سال زیادہ تھی حضرت علی نے ان سے دور (اول) عمر میں دو ہجری میں نکاح کیا حضرت فاطمہ کے علاوہ دوسری صاحبزادیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل نہیں چلی :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار خطوط کھینچے اور فرمایا اہل جنت کی عورتوں میں سے سب سے افضل خدیجہ، فاطمہ، مریم اور آسیہ ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت کی عورتوں کی سردار فاطمہ ہیں سوائے مریم کے

حضرت سیدہ فاطمہ کے افضل النساء ہونے کی تحقیق :-

امام سبکی نے کہا ہے! جس پر ہمیں یقین ہے وہ یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے افضل ہیں یہاں تک حضرت خدیجہ اور باقی ازواج مطہرات سے بھی افضل ہیں۔ اور حضرت آسیہ سے بھی افضل ہیں

علامہ سیوطی نے کہا ہے :-

مریم اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہیں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ بیمار تھیں آپ نے ان کی عیادت کی اور ان سے پوچھا: اے بیٹی! تم اپنے آپ کو کیسا پاتی ہو؟ انھوں نے عرض کیا: مجھے درد ہے، اور اس وجہ سے اور زیادہ تکلیف ہے کہ میرے پاس کھانے کے لئے کوئی طعام نہیں ہے آپ نے پوچھا: کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہاں کی عورتوں کی سردار ہو؟ انھوں نے کہا: اے ابا جان پھر حضرت مریم بنت عمران کا کیا مرتبہ ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنے جہان کی عورتوں کی سردار ہیں اور تم اپنے جہان کی عورتوں کی سردار ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سیدہ فاطمہ حضرت مریم سے افضل ہیں۔

میں کہتا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے افضل النساء ہونے میں کوئی شک نہیں مگر وہ ازواج مطہرات کے بعد سب سے افضل ہیں ازواج مطہرات کے افضل النساء ہونے پر صریح قرآن ناطق ہے۔

قولہ تعالیٰ :-

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ

اور حضرت سیدہ فاطمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیسے افضل ہو سکتی ہے حالانکہ آپ کی ماں ہے اور ماں بیٹی سے افضل، سو تحقیق یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ ازواج مطہرات کے علاوہ باقی تمام عورتوں سے افضل ہیں

باب: فضل عائشہ رضی اللہ عنہا۔

مناقب :-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کی والدہ کا نام ام رومان بنت عامر ہے ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے مکہ میں ہجرت سے دو سال پہلے نکاح کیا

ایک قول یہ ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے نکاح کیا

دوسرا قول یہ ہے کہ ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر ۶ سال تھی اور رخصتی کے بعد شب زفاف اس وقت ہوئی جب ان کی عمر ۹ سال تھی

یہ واقعہ ہجرت کے بعد مدینہ کا ہے جب آپ شوال دو میں غزوہ بدر سے واپس آ چکے تھے اس کے بعد وہ تقریباً نو سال زندہ رہیں، جس وقت نبی کریم ﷺ کا وصال ظاہری ہوا اسی وقت ان کی عمر تقریباً (۱۸) سال تھی

کنیت: ان کی آقا ﷺ سے اولاد نہ ہوئی ان کی کنیت ام عبداللہ ہے۔ اس سے مراد ان کے بھانجے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

باب مناقب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔

نام و نسب: پورا نام ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید ہے۔ ان کی کنیت ابو المنذر اور ابو الطفیل ہے۔ یہ سابقین انصار میں سے تھے۔ العقبہ اور مشاہد میں شریک ہوئے ... حافظ ہوئے اور دور عثمانی میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے پہلے فوت ہوئے۔

حضرت ابی بن کعب الخزرجی قراء میں سے ایک تھے بلکہ تمام لوگوں سے بڑھ کر قاری تھے اور حضرت ... فقہاء صحابہ میں سے تھے ... کاتبین وحی میں سے ایک تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط اور ... کے احکام لکھتے تھے۔

علامہ ابن عبد البر نے مرفوعاً یہ روایت کی ہے کہ تم میں سے سب سے عمدہ قاری ابی ہیں اور تم میں سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں اور سب سے زیادہ وراثت کا علم رکھنے والے زید بن ثابت ہیں اور حلال و حرام کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں۔

ان اللہ امرنی ان أقرأ علیک:-

حضرت ابی بن کعب کے سامنے اس سورت کے پڑھنے کی حکمت یہ تھی کہ حضرت ابی اس سورت کے الفاظ اور ان کی ادائیگی کی کیفیت اور وقف کی جگہیں سیکھ لیں، جیسا ان کے سامنے قرأت کرنا ان کو تعلیم دینے کے لئے تھا۔ ان سے سیکھنے کے لئے نہیں تھا۔ اور تاکہ حفاظ اور قراء کا دوسرے حفاظ کے سامنے قرآن پڑھنا مسنون ہو جائے خواہ وہ نسب، دین اور فضیلت میں ان سے کم مرتبہ کے ہوں اور تاکہ لوگوں کو حضرت ابی بن کعب کی فضیلت پر متنبہ کیا جائے اور ان کو حضرت ابی سے قرآن مجید سیکھنے اور ان کو اپنے اوپر مقدم کرنے پر برانگیختہ کیا جائے اور اسی طرح ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابی بن کعب قرأت میں بہ حیثیت امام اور مرجع خلائق مشہور ہو گئے۔

حضرت ابی بن کعب کے سامنے سورۃ البینہ پڑھنے کی تخصیص کی حکمت یہ ہے کہ یہ سورت اختصار کے باوجود اصول و قواعد اور اہم مقاصد کی جامع ہے (علامہ قرطبی)۔ ... آپ نے اس سورت کو اس لئے خاص کیا ہے یہ سورت توحید، رسالت، اخلاص، انبیاء سابقین علیہم السلام پر نازل ہونے والی کتابوں، نماز، زکوۃ، جنت اور دوزخ کے بیان پر محیط ہے۔ حضرت ابی بن کعب سے 146 احادیث مروی ہیں۔

vivo Y20
2023.02.20 19:31

باب: مناقب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

ان کا پورا نام زید بن ثابت بن ضحاک بن زید ہے ان کو ابو خارجہ انصاری بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی والدہ نوار بنت مالک بن معاویہ ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف میں آئے تو ان کی عمر ۱۱ سال تھی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی لکھتے تھے اور فضلاء صحابہ اور اصحاب الفتویٰ میں سے تھے ۴۵ یا ۴۶ھ میں ان کی مدینہ میں وفات ہو گئی

جس دن حضرت زید بن ثابت کی وفات ہوئی تو حضرت ابوہریرہ نے کہا آج اس امت کا عالم فوت ہو گیا۔

غزوہ بدر میں کم سن ہونے کی وجہ سے شرکت کی اجازت نہ ملی اس لیے حضرت زید بن ثابت غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کا پہلا غزوہ خندق تھا اور غزوہ تبوک میں ان کے پاس بنو النجار کا جھنڈا تھا۔ ان کے والد جنگ بعاث میں ہجرت سے پانچ سال پہلے قتل کر دیے گئے تھے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قرآن مجید جمع کیا تھا۔

حضرت زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو مجھے آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ بنو نجار سے ہیں اور ان کو قرآن مجید کی سترہ سورتیں یاد ہیں میں نے آپ کے سامنے قرآن پڑھا تو آپ بہت خوش ہوئے۔ یہود کی طرف آپ کے خطوط لکھتا تھا اور ان کے لکھے ہوئے خطوط آپ کو پڑھ کر سناتا تھا۔ ان سے ۹۲ احادیث مروی ہیں

مجلس شوریٰ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انصار و مہاجرین کے ممتاز اصحاب کی جو مجلس شوریٰ تھی حضرت زید بھی اس کے رکن تھے

حدیث 3810: اربعۃ کلہم

1) ابی بن کعب
2) معاذ بن جبل
3) زید بن ثابت
4)

اعتراض: حدیث میں جن چار کا ذکر ہے ان کے علاوہ نے بھی قرآن پاک کو جمع کیا تھا جیسے خلفاء اربعہ نے تو ان کا ذکر کیوں؟

جواب: عدد کا مفہوم مخالف زائد کی نفی نہیں کرتا

اعتراض :- اگر یہ ہے کہ ان چار اشخاص نے قرآن مجید کو کیسے جمع کیا حالانکہ قرآن مجید کا کچھ حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب نازل ہوا ہے؟

جواب :- انھوں نے اس کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ظاہری سے پہلے محفوظ کر لیا تھا۔

اعتراض :- اگر یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کے معارض ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ چار مردوں سے قرآن مجید کو طلب کرو

① ابن مسعود ② ابی بن کعب ③ سالم مولی ابو حذیفہ ④ معاذ بن جبل

جواب :- یہ ہے کہ حضرت انس کی اس حدیث کا مفہوم مخالف مراد نہیں ہے کہ ان چاروں کے علاوہ اور کسی نے قرآن مجید کو جمع نہیں کیا حضرت انس کی مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کو صرف انصار نے جمع کیا خواہ یہ چار ہوں جن کا اس حدیث میں ذکر ہے یا دوسرے مگر وہ انصاری ہیں

باب : مناقب ابی طلحۃ رضی اللہ عنہ

ان کا پورا نام زید بن سہل ہے ان کی کنیت ابو طلحہ ہے جو نام سے زیادہ مشہور ہے یہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے خاوند ہیں۔ جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ ہیں۔

غزوات :- یہ تمام مشاہد اور غزوات میں حاضر تھے اور یہ نقباء میں سے ایک ہیں یہ 33 یا 34 میں مدینہ میں فوت ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

وفات :- ان کی تاریخ وفات میں اختلاف کرتے ہو ابو زرعہ دمشقی ؒ نے کہا ہے کہ وہ شام میں فوت ہوئے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد 40 سال زندہ رہے یعنی ان کی وفات 50 ہجری میں ہوئی تھی۔

یہ مسلسل روزے رکھتے تھے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ یہ جہاد کرتے ہوئے سمندر میں فوت ہوئے

نکاح :- ابو طلحہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا تو انھوں نے کہا اے ابو طلحہ تم جیسے شخص کے نکاح کا پیغام مسترد نہیں کیا جاتا لیکن تم کافر ہو اور میں مسلمان عورت ہوں اس لئے تم میرے لئے حلال نہیں ہو مگر اگر تم اسلام قبول کر لو تو یہی میرا مہر ہو گا چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور یہی ان کا مہر ہوا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں اپنے سر کے بال منڈائے تو سب سے پہلے اپنی داہنی جانب کے بال اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیئے کسی کو ایک بال ملی کو دو بال ملے اور ابو طلحہ کو اپنی بائیں جانب کے تمام بال عطاء فرما دیئے۔

حدیث: 3811: رأیت عائشة وام سلیم تفرغانه فی افواه القوم۔

حدیث میں ہے حضرت ابو طلحہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھ رہے تھے یہ پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عائشہ و ام سلیم رضی اللہ عنہما لوگوں کو پانی پلا رہی تھیں اس سے یہ ان لوگوں نے استدلال کیا کہ اب بھی ہسپتالوں میں خواتین اجنبی مردوں کی تیمارداری کر سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے جب مرد کم تھے، دوسرے یہ کہ احکام حجاب نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے اس لئے اب خواتین کے لئے اجنبی مردوں کی تیمارداری کرنا جائز نہیں ہے۔ لہذا ہسپتالوں میں مرد، مردوں کے وارڈ میں کام کریں اور خواتین خواتین کے وارڈ میں کام کریں اس کے برعکس کرنا جائز نہیں ہے۔

باب:- مناقب عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ۔

پورا نام عبد اللہ بن سلام بن الحارث الاسرائیلی ہے ان کا تعلق بنو قینقاع سے تھا ان کی کنیت ابو یوسف ہے۔ یہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

اسلام:- زمانہ جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا، اسلام لانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبد اللہ رکھ دیا۔ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتداءً مدینہ میں داخل ہوئے تھے یہ اسی وقت اسلام لے آئے تھے

وفات:- یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں 43ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے یہود کے بڑے علماء میں سے ایک تھے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے آپ نے حضرت عبد اللہ بن سلام کے متعلق فرمایا۔ وہ جنت کے دس مردوں میں دسویں ہیں

حدیث 3812 انه من اهل الجنة:-

اعتراض:- حدیث میں عبد اللہ کے متعلق فرمایا گیا کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کو خوشخبری سنائی تھی اور خود حضرت سعد بن ابی وقاص بھی ان دس صحابہ میں سے ہیں؟

vivo Y20
2023.02.20 19:31

جوابِ اول: اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے تو اچھا ایسے لئے
جنتی ہونے کی حدیث کا ذکر نہیں کیا اور اپنی تعریف پسند نہیں کی اور اپنے دینی
بھائی حضرت عبداللہ بن سلام کی تعریف کو پسند کیا۔
جوابِ ثانی: اس کا جواب یہ ہے کہ دس صحابہ کی بشارت جنت کا واقعہ
پہلے کا ہے اور حضرت عبداللہ بن سلام کی بشارت آپ نے بعد میں دی تھی
اسی لئے ان دونوں احادیث میں تعارض نہیں ہے۔

حدیث 3815: ان یقول ما لا یعلم:۔
اعتراض:۔

سورۃ المائدہ۔

المائدہ: مادہ میدسے بنا ہے جب کوئی کھلائے یہ سرخ دسترخوان ہے جس میں بعنی ہوئی مچھلی ہو جس میں ایک بھی کانٹا نہ ہو

حُرُمٌ: اسکا واحد حرام ہے یعنی احرام باندھے ہوئے۔

فبما نقضهم ميثاقهم:
اللہ نے حکم انکو حکم دیا کہ بیت المقدس میں داخل ہو جائیں انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا

التی کتب اللہ: یعنی اللہ نے کر دیا (جمعل اللہ)
تنوٓءُ: تو اٹھائے گا (تحمل) **دائرۃ** زمانے کی گردش (دولۃ)
الاغراء: مسلط کرنا (تسلیط) **اجورھن** انکے مہر (مھورھن)
المھیمن: امین (الامین) یعنی قرآن تمام پہلی کتابوں پر امین ہیں

باب 2:
آیت: من لستم ـــــــ من احیاکم

سفیان فرماتے ہیں اس سے زیادہ سخت کوئی آیت نہیں

ترجمہ: تم دین پر حق کی کسی چیز پر نہیں جب تک تم توراۃ و انجیل کو قائم نہ کرو اور اسکو جو تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف نازل کیا گیا۔

باب 3 آیت: الیوم اکملت لکم دینکم ( )

یہ اللہ عزوجل کی بہت بڑی نعمت ہے کہ اللہ عزوجل نے ان کے دین کو مکمل کر دیا اور وہ کبھی اور دین کے محتاج نہیں ہے نہ کسی نبی کے محتاج ہیں اپنے نبی کے علاوہ اللہ عزوجل نے ہمارے نبی کو خاتم النبیین بنایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق پر مبعوث فرمایا

نوٹ: اس آیت میں دین سے مراد اسلام یوم سے مراد یوم عرفہ ہے یہ آیت یوم عرفہ کو نازل ہوئی اس کے بعد کوئی حکم نازل نہ ہوا اس کے بعد آقا صلی اللہ علیہ وسلم اکیاسی (81) دن حیات رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا یہ آیت یوم الجمعہ نازل ہوئی

اس کی توجیہ:-

سوال کرنے والے کا نام کعب الاحبار تھا ان کے ساتھ دوسرے یہودی لوگوں کا بھی اعتبار کیا جاتا تھا

نوٹ:- کعب الاحبار خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلام لا چکے تھے۔

بارہ ربیع الاول پر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کے اعتراض کا جواب:-

یوم عرفہ جمعہ کے دن تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پیر کے دن ہوا اگر یوم عرفہ جمعہ کو ہو تو کسی طرح بھی بارہ ربیع الاول گیارہ ہجری کو پیر کا دن نہیں ہو سکتا

الجواب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال یکم ربیع الاول کو ہوا جو قول مشہور ہے کہ سب سے صحیح نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بارہ ربیع الاول کو ہوا وہ ٹھیک ہے

بارہ ربیع الاول کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا سراسر صحیح اور درست ہے۔

آیت تیمم:-

آیت تیمم مسلمانوں کے نماز پڑھنے سے پہلے نازل ہوئی تھی جب آیت تیمم نازل ہوئی تو مسلمانوں کا وضو نہیں تھا تو انہوں نے وضو کیا پھر نماز پڑھی

المحاربوں — آیت نمبر 33

محاربوں کا معنی ہے اسلام کے بعد کفر اختیار کرنا راستے میں ڈاکہ ڈالنا

شان نزول:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت عرینین کے بارے میں نازل ہوئی ہے حضرت ابن عباس

لا تحرموا: یہ نزدیک یہ بعض اہل صحابہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں
نے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل کو ترک تھا

اگر کسی قبیلے میں مقتول پایا جائے قاتل کا پتا نہ چلے
تو اس محلے کے ۵۰ آدمی قسم کھائیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا نہ ہی قاتل
کو جانتے ہیں تو پھر سب محلے والے مل کر دیت اس کے وارثوں کو ادا کریں

آیت العاشرۃ 67۔

1. یہ آیت غدیر خم کے دن نازل ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ
پکڑ کر فرمایا تھا جس کا میں مولا علی اس کا مولا ہیں
2. عیسائیوں کے حق میں نازل ہوئی اور قبیلہ اہل سے متعلق نازل ہوئی
3. حضرت زینب بنت جحش کے متعلق نازل ہوئی

سورۃ المائدہ 89۔ لا یؤاخذکم اللہ باللغو۔

لغو معنی: جو کلام قابل شمار نہ ہو اس کا کوئی فائدہ نہ ہو
قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو صبح و شام درمیانی کھانا کھلانے۔
یعنی صاع گندم یا جو ایک صاع یا کپڑے دے یا غلام آزاد کرے اس کی استطاعت
نہ ہو تو 3 دن روزے رکھے

لا تحرموا طیبات:

ابتدائے اسلام میں متعہ کی اجازت تھی جب کوئی
اتنا مجبور ہو جاتا جیسے کہ سخت ضرورت کے وقت خنزیر یا مردار کھانا
جائز ہو جاتا ہے اسی طرح متعہ کی حالت کے حالات کے وقت
متعہ جائز تھا۔
لیکن اب مطلقاً حرام ہے

باب قوله: انما الخمر والميسر

حاشیہ 12: النصب والانصاب:

ان بتوں کو کہتے ہیں جن کا قرب حاصل کرنے کے لیے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔
ابن قتیبہ نے کہا: وہ پتھر ہے جس کو زمانہ جاہلیت میں نصب کر دیا جاتا اور اس کے پاس جانوروں کو ذبح کیا جاتا

حاشیہ 13: وقال غیرہ: الخ

ابن عباس کے علاوہ دوسرے نے کہا: ازلام زاء کے فتحہ کے ساتھ زلم اور قدح میں قاف کی کسرہ دال کی سکون کے ساتھ ایسا تیر جس کے پر نہ ہو

الخمس اشربہ: حدیث میں پانچ قسم کی شرابیں تھیں
عسل، تمر، حنطة، ذرة، شعیر

مسند احمد میں انس سے روایت ہے خمر انگور سے بنتی ہے کھجور سے، گندم، جوار، جو سے۔ اسی طرح بعض روایات مختلف ہیں۔ شراب کی ماہیت میں
عند جمہور: عدد کا مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا

حاشیہ 14: فامر منادیا: یعنی نبی اکرم ﷺ نے منادی کو حکم دیا تو اس نے شراب کی حرمت کا اعلان کیا اور یہ عام الفتح کے 8 سال کا واقعہ ہے۔

حدیث 4618: ایها الناس انه نزل تحریم:

فقہاء شافعیہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جس مشروب کے پینے سے عقل زائل ہو جائے وہ خمر ہے اور حرام ہے

مسکر:

۱۔ جو کہ یہ حدیث ان پر وہ معمول ہو جب ان چیزوں کے پینے سے نشہ
۲۔ آ جائے اگر نشہ نہ آئے تو وہ خمر ہے۔
خمر حرام قطعی ہے ایک قطرہ پینے سے بھی حد
واجب ہو جاتی ہے

عند امام ابو حنیفہ: خمر کی تعریف یہ ہے:-

۱۔ انگور کا وہ کچا شیرہ جو کہ جوش مارنے لگے
ہے جھاگ چھوڑ دے اور وہ سڑ جائے وہ وہ نشہ آور ہو جاتا ہے اسکا
ایک قطرہ پینا بھی حرام ہے اور حد لگنے کا موجب ہے خواہ اس
سے نشہ ہو یا نہ ہو

حاشیہ: لعم حنفیؒ ۔ بھی بلند آواز سے ہوتا

تفسیر سورۃ الانعام،

سورۃ انعام مکمل مکہ میں رات کو نازل ہوئی اور اسکے گرد ستر ہزار فرشتے تھے جو بلند آواز سے تسبیح پڑھ رہے تھے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پوری سورۃ انعام پڑھی اور وہ جہاں بھی جس طرف بات کی تو اللہ تعالیٰ اسکے پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے کیونکہ یہ پوری سورت ایک ساتھ نازل ہوئی ہے اور اسکے ساتھ فرشتوں کی جماعت تھی جنھوں نے زمین و آسمان کو بھر دیا تھا اور ان کی تسبیح سے زمین و آسمان لرز رہے تھے

باب، قولہ لا تقربوا الفواحش

حاشیہ ۱۵، جو ظاہر بے حیائی اور جو پوشیدہ ہوں یعنی قول کے مطابق جو وہ عمل کرے یا جس کی نیت کرے یعنی اللہ لوگوں کو محرمات سے منع کرتا ہے اور اس کے کرنے پر عذاب کو مرتب کرتا ہے اصل میں غیرت کا معنی ہے کہ وہ اس کو ناپسند کرتا ہے اور غضب فرمایا کہ کوئی شخص اس کے ملک میں اس کے غیر میں تصرف کرے جیسے لوگوں کے نزدیک مشہور ہے کہ آدمی کا اس شخص پر غضب کرنا جو اس کی بیوی کے ساتھ کوئی کام کرے یا اسکی طرف نظر کرے یا تعلق کوئی کام کرے یا اسکی تو اللہ تعالیٰ پر بھی حق ہے کہ وہ اس پر غضب فرمائے جو بری والے کاموں کو کرے

قبلا ۱۲:۔

قبیلہ کی جمع ہے یعنی فوجا اور صنفا صنفا اس سے امام بخاری نے عذاب کی انواع و اقسام کی طرف اشارہ کیا ہے

باب: ما ينبغي لعبد ان يقول انا خير من يونس بن متى

اس حدیث میں یہ تعلیم ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی بندہ یہ نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہیں دیا گیا تھا کہ آپ تمام نبیوں سے افضل ہیں یا آپ نے بطور تواضع فرمایا

باب: قوله اولئك الذين هدى الله

فبهداهم اقتده :-

اشکال :- اس حدیث میں آپ کو انبیاء سابقین کی اقتداء کرنے کا فرمایا گیا ہے جب کہ آپ کا مرتبہ یہ ہے کہ آپ کی پیروی کی جائے

اشکال جواب :- یہ ہے کہ آپ کو سابقین اسلام کے عقائد کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ تمام انبیاء کے عقائد ایک جیسے تھے۔ یا پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ جو انھوں نے عمل کئے آپ بھی ویسے عمل کریں

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام خوبیاں ہیں جو دیگر انبیاء کرام میں تھی۔

باب: قوله على الذين

کل ذی ظفر :- ہر ناخن والا جانور

- حضرت ابن عباس نے کہا یہ وہ ہر ذی جسم کے ناخن ملے ہوئے ہوں الگ نہ ہوں
- اہل لغت کے نزدیک یہ وہ ہر ذی جسم جو پنجوں سے شکار کرتے جیسے کتے بلیاں درندوں کی تمام اقسام
- وہ کھروالے جانوروں ہیں جیسے اونٹ

شمو معا جملوہ :-

جائز حیلہ اور ناجائز حیلہ :-

ایسا حیلہ جائز ہے جس میں اصل کے اندر کوئی تغیر نہ ہو۔ کیونکہ حرام تو بہر حال حرام ہے خواہ چھپی ہوئی ہوں یا کھلی لیکن جب اصل میں ہی تغیر ہو جائے تو وہ جائز ہے جیسے گدھے کا گوشت کھانا حرام ہے لیکن اگر وہ نمک کی کان میں جا کر نمک بن جائے تو اسکی ذات میں تغیر ہو گیا اب کھانا جائز ہے

شراب حرام ہے لیکن اگر اسکو میں بہت زیادہ نمک ڈال کر سرکہ بنا دیا جائے تو جائز ہے

لا احد اغیر من اللہ :-

غیرت کا معنی ہے حمیت اور کسی چیز کو باعث عار سمجھنا اللہ عزوجل کی غیرت کا معنی ہے کسی چیز سے منع کرنا اسکو حرام قرار دینا۔ جب کہ اللہ پاک نے بے حیائی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے۔ اس کی آیت بہت وضاحت بیان فرمائی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو غیرت فرمایا ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی غیرت یہ ہے کہ اس نے بے حیائی کے کاموں کو حرام فرمایا

لا شئ احب الیہ المدح من اللہ :-

اپنی تعریف پسند کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ جیسا بندہ اپنی تعریف کو پسند کرتا ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے اللہ عزوجل اطاعت کو پسند کرتا ہے تاکہ اس پر ثواب عطا فرمائے اور بندہ مومن اس سے فائدہ اٹھائے۔

باب لا ینفع نفسا ایمانہا :-

جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا اس وقت ایمان لانا فائدہ مند نہیں کیونکہ اس وقت لوگوں کی خواہشات ختم

کر دی جائے گی جس وقت سورج مغرب سے طلوع ہوگا
اس وقت گنہگار کی وقت توبہ کی اور دیکھا انکی توبہ قبول
نہیں جس نے گنہگار نے بعد کی اسکی توبہ قبول ہوگی سورج
کا مغرب سے طلوع ہونا وہ وقت ہے جب عالم علوی میں تغیر
ہوگا

امام مسلم نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جب تین
چیزوں کا خروج ہو جائے گا تو کسی ایک شخص کا ایمان اور نفع
نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس شخص نے اپنے ایمان
لانے کے بعد بھی نیک کام نہ کیا ہو
1) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا 2) دجال کا نکلنا
3) دابۃ الارض کا نکلنا

باب، قولہ وعندہ مفاتح الغیب

غیب کی تعریف: جس چیز کا حواس خمسہ سے ادراک
نہ کیا جائے اسکو ابتداء ہی عقل سے معلوم کیا جائے وہ غیب ہے
اسکا علم صرف انبیاء کی خبر دینے سے ہوتا ہے جیسے جنت دوزخ وغیرہ

المفاتح: المفتح کی جمع ہے اسکا معنی ہے چابی

* ابن مسعود سے روایت ہے کہ تمہارے نبی کو ہر چیز کا علم ہے
سوائے مفاتح الغیب کے غیب کے تالے کی چابیاں، بطور استعارہ،
ہے کیونکہ چابیوں سے ان بند خزانوں کو کھولا جاتا ہے جنکے تالے ہوں
جس کو چابیوں کا علم ہوگا یا ان سے کھولنے کا طریقہ معلوم ہوگا
وہی ان خزانوں کو کھول سکے گا۔ اور جس کو علم نہیں وہ ان خزانوں
کو نہیں کھول سکے گا (علم غیب دو قسموں پر مشتمل ہے)
1) ذاتی 2) عطائی

علم غیب جو ذاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور جو اللہ نے اپنے
محبوب بندوں کو دیا وہ عطائی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ چیزوں کا علم دیا گیا
1) قیامت قائم ہونے کا 3) ماں کے پیٹ میں کیا ہے
2) بارش کا 4) کل کیا کرے گا
5) کہاں مرے گا

vivo Y20
2023.02.20 19:33

باب : عذاب من فوقکم :

اس امت کا بعض کی لڑائیوں میں مبتلا ہونا ان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ جیسے قوم لوط پر آسمان سے پتھر برسائے ابرہہ کے لشکر پر ابابیلوں نے کنکریاں برسائی

او من تحت ارجلکم، جیسے دھنسا جیسے قارون کو دھنسا دیا گیا

یذیقوا بعضکم بعضا معضکم : اس سے مراد فتنے اور اختلاف ظلم، قیصری ملک میں تصرف کرنا

سورۃ بنی اسرائیل

تعارف : یہ سورۃ 6 آیتوں کے علاوہ مکی ہے 6 آیتیں مدینے میں نازل ہوئی تھیں

ابن عباس سے مروی ہے کہ سورۃ مکی ہے اس سورۃ میں 8 آیتیں ہیں

حاشیہ : من العتاق :

عتاق عتیق کی جمع ہے اس کا معنی ہے قدیم یا ہر وہ چیز جو عمدگی میں انتہائی عمدہ ہوتی ہے۔

حاشیہ (3) تلادی

یعنی حضرت ابن مسعود کو یہ سورتیں شروع سے ہی حفظ تھیں حضرت ابن مسعود کی مراد یہ ہے کہ جب انہوں نے ابتدائے قرآن کید پڑھا تھا تو ان سورتوں کو حفظ کر لیا تھا ان سورتوں کی فضیلت یہ ہے کہ ان سورتوں میں انبیاء علیہم السلام کے قصے اور ان کی امتوں کی خبریں ہیں

باب 2 : الی بنی اسرائیل

حاشیہ 6 : خطئ : امام بخاری نے خطا کی تفسیر گناہ کی ہے اسی طرح امام ابو عبیدہ نے بھی تفسیر

vivo Y20 2023.02.20 19:33

کی ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ خطأ یہ خطئت کا اسم مصدر ہے اور اہل لغت نے یہ کہا ہے کہ یہ خطأ کا مصدر ہے نیز امام بخاری نے کہا کہ خطأ جس میں خاء پر زبر ہے یہ مصدر ہے یہ بھی اہل لغت کی تصریح کے خلاف ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ اسم مصدر ہے اور اسکا معنی ہے جو کام صحیح اور صواب نہ ہو۔ نیز امام بخاری نے کہا کہ خطئت کا معنی اخطأت ہے یعنی جان بوجھ کر گناہ کیا۔ یہ اہل لغت کی تصریح کے خلاف ہے کیونکہ خطأ کا لفظ جب ثلاثی مجرد سے ہو تو اسکا معنی ہے عمداً کوئی غلط کام کرنا اور جب یہ ثلاثی مزید فیہ سے ہو تو اسکا معنی ہے ایسا غلط کام کرنا جس میں عمد کا دخل نہ ہو۔

باب ۵: ولقد کرمنا بنی آدم

حضرت ابن عباس نے کہا انہوں آدم کو عقل کے ساتھ دوسری مخلوقات پر فضیلت دی ہے

ضحاک نے کہا نطق پر فضیلت دی ہے

بعض نے کہا فضیلت یہ ہے کہ سیدھا چلتا ہے۔ بعض نے کہا اس کے لئے دوسری مخلوقات کو مسخر کیا گیا اور اس کو کسی کے لئے مسخر نہیں کیا گیا نیز حضرت ابن عباس نے کہا ہر مخلوق منہ کھانے تک لے جاتی ہے لیکن انسان کھانا اپنے ہاتھ میں لے کر منہ تک لے جاتا ہے

حاشیہ ۱: قاصفا:
اس کی تفسیر امام بخاری نے کی ہے ایسی سخت آندھی جو اپنی شدت سے ہر چیز کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے حضرت ابن عباس سے بھی یہی تفسیر مروی ہے

وقیل قابلۃ: قابلۃ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے سامنے بچے کی ولادت ہوتی ہے اردو میں اسکو دائی کہتے ہیں

خشیۃ الانفاق
امام بخاری نے انفاق کی تفسیر املاق سے کی ہے جس کا معنی ہے فقر یعنی تنگدستی و فقر کے ڈر سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے

تبیعا: امام بخاری نے تبیعا کی تفسیر ثائرا سے کی ہے یعنی انتقام لینے والا یہ تفسیر مجاہد نے بھی کی ہے

الاذقان: یہ دو جبڑوں کو ملنے کی جگہ ہے واحد ذقن ہے اس کا معنی ہے ٹھوڑی جبڑا اس ھڈی کو کہتے جس میں دانت ہوں

لا تبذیر: حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ تبذیر کا معنی ہے جہاں مال خرچ کرنا چاہئے وہاں نہ کرنا اور اسراف کی معنی ہے جہاں خرچ کرنا چاہئے وہاں زیادہ کرنا۔

ابتغاء الرحمۃ میں حضرت ابن عباس نے رزق سے کی ہے

ابن عباس نے ہی مثبورا کا معنی ملعون بیان کیا ہے مجاہد نے کہا ھلاک ہونے والا۔ اس میں کوئی شک نہیں ملعون ہی ھلاک ہونے والا ہے

فجاسوا: انھوں نے گھروں کے وسط کا قصد کیا جاسوا جوس سے بنا ہے اس کا معنی ہے کسی چیز کو اچھی طرح طلب کرنا

باب قولہ و اذا اردنا ان نھلک قریۃ

حاشیہ: حمیر: اس سے مراد صنعاء ہے یہ حمیر کا ملک ہے

بصریٰ شام کا شہر ہے اس کے اور شام کے درمیان دو مراحل کا فاصلہ ہے

حاشیہ ۶

آتینا داؤد زبورا زبور وہ کتاب جو ان پر نازل ہوئی اس میں ۱۵۰ سورتیں تھیں جس میں حلال و حرام کا فرق نہیں تھا بلکہ وہ پوری کتاب اللہ کی حمد و ثنا اور تقدیس و تسبیح پر مشتمل تھی

کان یکون ان یفرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے زمین کو وسیع کر دیتا ہے

الی ربھم الوسیلۃ یہاں پر آیت محذوف ہے حضرت عبد اللہؓ نے پوری آیت پڑھی لوگوں کی جن (مشرکین) عبادت کرتے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف قریب ترین وسیلہ تلاش کرتے ہیں اللہ کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں بیشک آپ کے رب کے عذاب سے ڈرنا ہی چاہئے۔

حضرت عبد اللہؓ نے یہ آیت پڑھ کر کہا کہ انسانوں کی ایک جماعت جنات کی ایک جماعت کی عبادت کرتی تھی پھر جنات کی جماعت اسلام لے آئی اور انسانوں کی جماعت جنات کی عبادت کے ساتھ چمٹی رہی اور وہ یہ آیت نازل ہوئی۔

وہ خود ہی اپنے رب کی طرف قریب ترین وسیلہ تلاش کرتے ہیں

حدیث میں ہے انسانوں میں سے کچھ ناس جنات کے کچھ ناس کی عبادت کرتے تھے۔

علامہ کرمانی نے لکھا ہے، ناس تو انسان ہیں جو جنات کی ضد ہے پس حضرت عبد اللہؓ نے کیسے کہا کہ انسانوں میں سے کچھ جنات میں سے کچھ ناس؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے لفظ ناس سے طائفہ و جماعت مراد ہے حدیث میں مذکور ہے کہ جنات ایمان لائے انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ انسان ان کی عبادت کرتے ہیں تب یہ آیت نازل ہوئی

حاشیہ ۹:

یعنی جو انسان جنات کی عبادت کرنے والے تھے اپنے معبود جنوں اور معبودیوں کے اسلام لانے میں مشابہت جیسی تھی اور جن ان کی اس عبادت کرنے پر راضی نہ تھے کیونکہ وہ (جن) اسلام لا چکے تھے۔

اور طبری نے اس میں اضافہ کیا کہ انسان جنکی عبادت کرتے تھے ان کے اسلام لانے کا علم ان کو نہیں تھا۔

باب: وما جعلنا الرؤیا:

اس رؤیا سے مراد ہے کہ شب معراج جو عجائبات و نشانیاں جو آپکو دکھائی گئی تھی رؤیۃ العین سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عین بیداری میں شب معراج ہوئی تھی اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ علم کی معنی میں ہے جیسا ہے رؤیت کا استعمال خواب میں کم ہوتا ہے الرؤیا کا استعمال خواب میں زیادہ ہوتا ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا استعمال ایک دوسرے کی معنی میں جائز ہے۔

الا فتنۃ: یہ رؤیا لوگوں کے لئے آزمائش تھا کیونکہ انھوں نے واقعہ معراج کو مذاق بنایا تھا۔

والشجرۃ ملعونۃ: کا جو ذکر قرآن میں ذکر ہے وہ صرف لوگوں کے لئے آزمائش ہے کیونکہ ایک جماعت شب معراج کو واقعہ جو دیکھنے کی خبر سن کر اسلام سے مرتد ہو گئی تھی اور شجرہ ملعونہ میں یہ آزمائش تھی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوجہل نے کہا کہ ابوکبشہ کے بیٹے یعنی نبی کریم ﷺ کا اس سے بڑا کیا جھوٹ ہوگا کہ وہ آپکو دوزخ سے ڈراتے ہیں جو لوگوں کو جلا دیتی ہے اس میں ایک درخت اگتا ہے اور کہہ جاتے ہیں کہ آگ درخت کو جلا دیتی ہے

حاشیہ ۵:-

قرآن الفجر:- سے مراد ہے فجر کی نماز میں قرآن پڑھنا اور کان مشہودا سے مراد اس نماز میں دن و رات کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں

باب:

مقام محمود سے مراد وہ مقام ہے جس میں آپ اپنی امت کی شفاعت کریں گے اور تمام اولین و آخرین آپ کی حمد کریں گے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ مقام ہے جس میں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا

جاء الحق و زھق الباطل:- (حاشیہ ۸)

یعنی باطل چلا گیا اور شرک ہلاک ہو گیا اور قتادہ نے کہا کہ حق قرآن ہے باطل شیطان ہے۔
ایک قول یہ ہے کہ حق سے مراد اسلام ہے باطل سے مراد شرک ہے اور ایک قول یہ ہے کہ حق سے مراد اللہ کا دین ہے باطل سے مراد بتوں کا دین ہے

(نوٹ)

یزھق - یھلک

اگر اعتراض کیا جائے کہ تم کیسے کہتے ہو کہ باطل ہلاک ہو گیا حالانکہ باطل موجود ہے اور اس کے ماننے والے اس پر عمل کرتے ہیں؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ دین پر کرنے والوں کے نزدیک دلائل سے باطل کا ہلاک ہونا بالکل واضح ہے

* آپ ﷺ مکہ میں خفیہ مقام میں تھے یہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے

22.11.2022 ماشاء اللہ

سورۃ براءۃ

تعارف :- سورۃ براءۃ بالاتفاق مدنیہ ہے اس میں ۱۲۹ آیات ہیں۔ مقاتل نے کہا اسکی دو آخری آیات ۱۲۸، ۱۲۹ مکہ میں نازل ہوئی ہے

اس سورت کا مقصود اسماء ہیں دو مشہور نام ہے توبہ براءۃ

2) اس میں اختلاف ہے کہ سورۃ توبہ کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کیوں نہیں لکھی گئی؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس میں عہد کو توڑنے کا حکم ہے اور زمانہ جاہلیت میں جب لوگوں کا کسی سے معاہدہ ہوتا اور پھر اس معاہدے ہوتا اور پھر اس معاہدے کو توڑنے کی تحریر لکھتے تو اسکی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی تھی۔

دوسری وجہ ہے سورۃ براءۃ کی ابتداء میں بسم اللہ ـــ کو نہیں لکھا

2) یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ سورۃ انفال اوائل [illegible] سورتوں میں سے ہے اور سورۃ براءۃ کے حصہ آخری سورتوں میں سے ہے اور سورۃ براءۃ کے قصہ کے مشابہہ تھا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی آپ نے یہ بیان نہیں کیا کہ سورۃ براءۃ سورۃ انفال کا حصہ ہے اس لئے میں نے ان دونوں سورتوں کو ملا دیا ان کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھا۔

تیسری وجہ ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مصحف کو لکھا گیا تو صحابہ کا اختلاف ہوا بعض نے کہا براءۃ و انفال ایک سورۃ ہے بعض نے کہا یہ دو سورتیں ہیں پس ان دونوں کے درمیان خالی جگہ چھوڑ دی گئی

چوتھی وجہ یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم امان ہے اور سورۃ براءۃ تلوار کے ساتھ

عبادت کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے جیسے پہلا امان غیبا ہے

ولیجۃ: اسکی تفسیر امام بخاری نے کی ہے ہر وہ چیز جس کو تم دوسری چیز میں داخل کر دو اور تفسیر میں مذکور ہے کہ ولیجۃ کا معنی ہے محرم راز ہے۔

الشقۃ: اسکی تفسیر امام بخاری نے سفر کے ساتھ کی ہے حضرت ابن عباس سے بھی یہی مروی ہے

الخبال: اسکی تفسیر امام بخاری نے فساد سے کی ہے

کرہاً و کرہاً: امام بخاری نے اس تفسیر سے اشارہ کیا ہے کہ اس لفظ میں دو لغتیں ہیں کوفیوں نے کُرھاً پڑھا ہے باقیوں نے کَرھاً پڑھا ہے۔

المؤتفکات: امام بخاری نے اس کی تفسیر ائتفکت سے کی ہے کہ جس جگہ کی زمین کو الٹ دیا گیا اس سے مراد قوم لوط کے شہر ہے ان کے بڑے شہر کا نام سدوم تھا

اھواہ: یعنی اس کو گڑھے میں دھکیل دیا یہ لفظ سورۃ توبہ میں نہیں سورۃ نجم میں ہے امام بخاری نے اس لفظ کو یہاں والمؤتفکۃ اھواہ کی مناسبت سے ذکر کر دیا ہے اور ھوۃ کا معنی گڑھا ہے

عدن: امام بخاری نے عدن کی تفسیر دوام بقاء ہمیشگی سے کی ہے اسکا لغوی معنی ہے ٹھہرنا

الجرف: نالے کے اس کنارے کو کہتے ہیں جو نہر اور وادیوں کے پانیوں سے کمزور ہو جاتا ہے اور گرنے کے قریب ہو جاتا ہے اور ذرا سی حرکت سے گر جاتا ہے

باب: براءۃ من اللہ و رسولہ

ابن عباس نے کہا ہے

براءۃ کا معنی ہے تم نے مشرکین سے جو عہد کیا تھا اللہ و رسول نے اس کو توڑ دیا کیونکہ انہوں نے بھی مدت پوری ہونے سے پہلے

اپنے معاہدے کو نہ توڑا تھا تو اللہ نے انہیں حکم دیا کہ انہیں ۴ ماہ کی مہلت دی جائے اگر اپنے معاہدے کی مدت ۴ ماہ سے کم ہو تو ان سے کیا ہوا معاہدہ پورا کیا جائے گا اور اگر زیادہ ہو یا کم
میں تو اس کے بعد ان سے عہد و معاہدہ ختم ہو جائے گا۔

باب :- یوم حج الاکبر :

یہ وہ دن ہے جو ایام مناسک میں سب سے افضل ہے اور سب سے زیادہ لوگوں کو جمع کرنے والا دن ہے۔
بعض نے کہا حج الاکبر سے مراد یوم عرفہ ہے
بعض اہل علم نے کہا کہ جس سال یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو وہ حج الاکبر ہے

باب : فقاتلوا ائمۃ الکفر :

ائمہ کفر سے مراد ہے قریش کے بڑے بڑے سردار جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے
① ابو جہل ② امیہ بن خلف ③ عتبہ بن ربیعہ ④ ابو سفیان بن حرب
⑤ سہیل بن عمرو ۔ یہ دو بعد میں اسلام لائے تھے

بعض نے کہا ائمہ کفر سے مراد اہل فارس و روم ہیں
اعلاق جمع ۔ کا معنی ہے نفیس مال ۔ ہر وہ چیز جس کی قدر و منزلت ہو۔

باب :
کنز سے مراد :

وہ مال ہے جس کی زکوۃ ادا نہ کی گئی ہو وہی مال وعید کا مستحق ہے یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے۔
ایک قول کے مطابق کہ وہ زیادہ مال جو جمع ہو جائے تو وہ مذموم مال بن جاتا ہے اگرچہ زکوۃ ادا کی جائے

اور پہلا قول صحیح ہے کیونکہ آیت مال جمع کر کے زکوۃ ادا نہ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے

شہامااقی:
عام ساتھیوں کی نسبت زیادہ زمینوں والا معلوم ہوتا ہے

الربذۃ: مدینہ کے قریب ایک بستی کا نام ہے اور حضرت ابوذرؓ کے وہاں رہنے کی وجہ یہ تھی شام میں ان کے اور حضرت معاویہ کے درمیان اس تفسیر میں اختلاف ہوا تو وہ دل برداشتہ ہو کر مدینہ آگئے پھر مدینے میں بھی اس سلسلے میں اختلاف ہوا تو ربذہ آگئے

یوم یحمیٰ:

حاشیہ (1) ان زمان:
سے مراد سال ہے اور یہ شک گھوم کر آگیا ہے اور گھومنے سے مراد ہے زمانہ اپنی اصل حالت کی طرف منتقل ہو گیا عرب محرم کو صفر کی طرف مؤخر کر دیتے تھے تاکہ اس مہینے میں قتال کر سکے اور یہ عمل ہر سال کرتے تھے یہاں محرم تک مہینے سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا رہا اور یہ پورا سال وہ عمل کرتے رہے

مضر کا رجب: مضر کی طرف رجب کی اضافت کی گئی ہے کیونکہ یہ وہ قبیلہ تھا جو رجب کے مہینے کی تعظیم کرتا تھا اور اس مہینے کو اس کی جگہ سے منتقل نہیں کرتا تھا

غار ثور: ثور کی بلندی پر ایک سوراخ ہے وہ مشہور غار ہے جو مکہ کی دائیں جانب واقع ہے۔

فتحل حرم اللہ: تم حرم میں قتال کرو گے خون بہاؤ گے کہ اللہ نے مقدس کر دیا ہے

ابن زبیر ابو محمد حرم کو حلال کرنے والے ہیں یعنی وہ حرم میں قتال کریں گے خون بہائیں گے حضرت ابن عباس نے حرم کو حلال کرنے کی نسبت حضرت ابن زبیر کی طرف کی ہے حالانکہ بنو امیہ ہی وہ لوگ تھے جنہوں نے قتال کی ابتداء کی تھی اور حضرت ابن زبیر کا حرم میں محاصرہ کیا تھا ابن زبیر نے تو بس مدافعت

کی تھی حضرت ابن عباس کا منصب یہ تھا کہ جس طرح بھی ان کی مدافعت کر
سکے قتال جائز نہیں ہے اگرچہ قتل کیا جائے

الطویلات، حمیدات، اسامات

اس سے مراد ہے بنو اسد کے قبیلے جیسا طویلات کی
نسبت بنو طویت کی طرف ہے اور وہ حارث بن عبد العزی بن عبد
القصی ہیں

اور اسامات کی نسبت بنو اسامہ بن اسد بن
عبد العزی کی طرف ہے اور حمیدات کی نسبت بنو حمید بن
زہیر بن حارث بن اسد بن العزی کی طرف تھی

لوی ذنبہ

ابن زبیر انھوں نے اپنی دم دبا لی
یعنی کسی نے کہا یہ آگے بڑھے نہ پیچھے ہٹے۔
کسی نے کہا اس کا معنی ہے اسکا ارادہ پورا نہیں ہوا۔
ابو مخلق نے کہا ہے کہ ابن زبیر اپنے پچھلے پاؤں پر لوٹ رہے
تھے اور مراد اس سے مناسب ہے کہ عبد الملک بن مروان آگے بڑھ رہا
تھا یہاں تک اس نے عراق کو ابن زبیر سے چھین لیا اور ان کے بھائی
کو قتل کر دیا پھر اس کے لشکر مکہ میں ابن زبیر پر حملہ آور ہوئے تو ابن
زبیر پیچھے ہٹتے رہے یہاں تک ان کو قتل کیا گیا

لاحابسن نفسی لہ :-

میں ضرور ابن زبیر کے حق مناقشہ کروں گا تعبیر کیا گیا ہے
جیسا ضرور اپنے نفس سے مطالبہ کروں گا میری رعایت کرے
میرے حق کی حفاظت کرے ان کی پوری خیر خواہی کروں
ان کا دخام کروں

قسمہ بین اربعہ

اقرع بن حابس
زید بن مہلہل
عیینہ بن بدر
علقمہ بن علاثہ

باب آیت (استغفر اللہ لھم او لا تستغفر لھم ۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خبر دی ہے کہ نفاق کرنے والے منافقین ہیں ان استغفار کے اہل نہیں اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے 70 بار بھی استغفار کرتے تو اللہ تعالیٰ منع فرمایا ستر سے مراد 70 کا عدد نہیں عرب 70 کا لفظ مبالغہ کے لئے استعمال کرتے تھے اور اس سے خاص عدد مراد نہیں ہوتا۔

اعطیتہ قمیصہ ، علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ اس پر اعتراض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کو قمیص کیوں عطا فرمائی ہے؟

پھر انھوں نے کہا ہے **اسکا جواب یہ ہے** کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی وجہ سے قمیص نہیں عطا فرمائی تھی بلکہ اس کے بیٹے کی وجہ سے قمیص عطا فرمائی تھی جو صحابی تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے - کہ غزوہ بدر میں حضرت عباس پر کسی کی قمیص پوری نہیں آرہی تھی، کیونکہ ان کا قد بہت لمبا تھا تو عبد اللہ بن ابی نے ان کو اپنی قمیص دی تھی جو ان کو پوری آگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا بدلہ اتارنے کے لئے اسے قمیص دی تاکہ آپ کے چچا پر احسان نہ رہے پھر اس کے بیٹے نے آپ سے اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا سوال کیا انھوں نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ عبد اللہ بن ابی ظاہر میں کلمہ بھی پڑھتا تھا اور نماز بھی پڑھتا تھا تو انھوں نے اس کو اسلام پر محمول کیا

دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگ ان کے باپ پر اور ان کے قبیلے پر طعنہ نہ دیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ظاہر حال کے مطابق ان کے اس قول کو قبول کرنا چاہتی کہ اللہ نے اس کی حقیقت واضح فرمائی

حاشیہ ۶۰، فقد نھاک ربک،

کرمانی نے کہا کہ اگر آپ یہ اعتراض کریں کہ نماز جنازہ پڑھنے سے منع ہے کہاں سے ثابت ہے حالانکہ

ولا تصل علی احد منھم مات ابدًا ۔ تو اس واقعے کے بعد نازل ہوئی

یہ توقع بھی تھی کہ شاید حضرت عمرؓ نے منافق پر نماز پڑھنے کی ممانعت کو اس آیت سے نکالا تھا

ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین (نبی اور ایمان والوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لئے استغفار کریں)

حاشیہ ۵ قولہ فتبسم ، یعنی صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا یہ بھی ہو سکتا ہے حضرت عمرؓ کی دل جوئی کے لئے اور ان کو خوش کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مشورے کو قبول نہیں کیا تھا اور ان کے کلام کو ترک کر دیا تھا تو گویا آپ کا مسکرانا اس کی معذرت کے لئے تھا۔

حاشیہ ، سازید علی سبعین :-

ایک قول کے مطابق استغفار سے منع اس لئے ان لوگوں کے لئے کیا گیا ہے جو مشرک ہونے کی حالت میں مر جائے اور جو ظاہر اسلام پر مر جائیں ان کے لئے استغفار سے منع لازم نہیں ہے

باب ۱۵ ، یحلفون لکم لترضوا :-

یہ آیت ان منافقین کے لئے نازل ہوئی ہے جو قسمیں کھاتے تھے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پس اگر تم بالفرض ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ تعالیٰ قوم فاسقین سے راضی نہیں ہوتا۔ یعنی تمہاری رضا اللہ کی رضا کو مستلزم نہیں ہے اور صرف تمہاری رضا انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی جب وہ اللہ کی ناراضگی میں ہوں اس آیت سے مقصود ان سے راضی ہونے سے منع کرنا ہے اور ان کی طرف توجہ نہ دینے کے بارے میں ہے

فاسقین :-

فاسقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت سے خارج ہو گئے امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں نہ تعلیق نہ کوئی حدیث روایت کی ہے

vivo Y20 2023.02.20 19:35

باب: فقوله وآخرون اعترفوا بذنوبهم:

یعنی جب کہ اللہ نے ان منافقین کے حال کی خبر دی تھی جنھوں نے غزوہ تبوک سے تکذیب کی وجہ سے اعراض کیا تو ان لوگوں کے حال کا بیان شروع کیا جو سستی کی وجہ سے اور راحت طلبی کی میلان کی وجہ سے جہاد سے پیچھے ہو گئے تھے حالانکہ وہ مؤمن تھے اور حق کی تصدیق کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وآخرون:

یعنی انھوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اپنے رب کے سامنے اعتراف کیا اور ان کے دیگر اعمال صالحہ بھی تھے جو ان کے گناہوں کے ساتھ مل گئے تو یہ لوگ اللہ کے عفو و مغفرت کے تحت ہیں

باب: ما کان للنبی

حاشیہ: ۱۳

حضرت سیدہ آمنہ کے لیے آپ کو استغفار کرنے کی اجازت نہیں ملی اس کی وجہ سے یہ تھی کہ جب غیر نبی یا غیر معصوم کے لیے استغفار کیا جاتا تو اس سے وہم ہوتا ہے کہ شاید انھوں نے گناہ کیے ہوں گے

صحیح میں یہ حدیث ہے کہ آپ نے اپنی والدہ کی قبر کی اجازت مانگی تو آپ کو اجازت دی گئی حالانکہ کفار کی قبروں پر آپ کو کھڑے ہونے سے اللہ نے منع فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ وہ کافرہ نہیں تھیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور تمام آباء اجداد مؤمن تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کے لیے نہیں بلکہ اپنے چچا ابو طالب کے لیے استغفار کرنے کا ارادہ کیا تھا بھی تو یہ ۱۱۳ آیت کا شان نزول ہے۔

وعلی الثلثۃ:- ان تینوں کے نام:

1) حضرت کعب بن مالک
2) حضرت مرارہ بن الربیع
3) حضرت ہلال بن امیہ

باب: یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ:-

یہ آیت سورۃ توبہ 118 کے بعد ہے جس میں بتایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین اصحاب پر جو تنگی اور تکلیف آئی اور مسلمانوں نے ان سے پچاس راتوں تک قطع تعلق رکھا۔ انہوں نے اس پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سچ بولنے کے سبب ان کو اس مصیبت سے نجات عطا فرمائی ان کی توبہ قبول فرمائی

باب: لقد جاءکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عزیز علیہ ما عنتم: - جو کام تم پر دشوار ہے وہ ان پر شاق ہے عنتم عنت سے ماخوذ ہے بمعنی مشقت - اس آیت کا حاصل ترجمہ ہے آپ پر یہ شاق گزرتا ہے کہ تم دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔

حاشیہ: مقتل اہل الیمامۃ:-

جن ایام میں صحابہ نے مسیلمہ کذاب سے قتال کیا تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور بہت عرب کے لوگ مرتد ہو گئے اور بہت مسلمان صحابہ شہید ہوئے 11ہجری میں ہوا اور یمامہ یمن کا ایک شہر ہے

استحر: جب بہت شدت ہو اور بہت کثرت سے قتال ہوا اس جنگ میں 1100 مسلمان شہید کر دیے گئے اور ایک قول یہ ہے کہ 1400 مسلمان ان میں ستر ایسے مسلمان تھے جو قرآن کے حافظ تھے

فقال عمر ھو واللہ خیر:-

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن کو جمع کرنا ضروری نہیں تھا کیونکہ اس وقت تک تمام قرآن نازل نہیں ہوا تھا بعض آیات کے منسوخ ہونے کا احتمال تھا

الرقاع اللخاف العسب:

رقاع: رقعۃ کی جمع ہے بمعنی چمڑے کا ٹکڑا اللخاف لخفۃ کی جمع ہے معنی چھوٹے پتھر عسب کا معنی کھجور کی چھوٹی شاخ

حاشیہ 1 مع خزیمہ: یہ حضرت خزیمہ بن ثابت بن الفاکہ انصاری تھا جو صاحب شہادتین تھے یہ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے اور 37 ہجری میں اسی دن شہید کر دیئے گئے

سورۃ الھود:

یہ مدنی ہیں یعنیہ مکی ہے۔ بعض نے کہا دو مدنی ہیں سورۃ ھود میں 130 آیتیں ہیں

وفار تنور: فار فور سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے پانی جاجوش مارنا ابن صریح خود بن نے کہا ہے کہ تنور فارسی اسم ہے جس عربی بنالیا گیا ہے۔ عربی زبان میں تنور کے علاوہ اس کے لئے کوئی اور اسم نہیں ہے۔

تنور کی جگہ میں اختلاف ہے۔ مجاہد نے کہا یہ کوفہ کی ایک جانب میں ہے انہوں نے کہا حضرت نوح علیہ السلام نے کوفہ کی وسط میں یہ کشتی بنائی تھی اور تنور اس میں داخل ہونے کی دائیں جانب میں تھا۔

عکرمہ نے کہا کہ تنور ھند میں تھا۔ تنور کا معنی ہے روئے زمین کا اسم یا سطح جگہ کی بلند جگہ کا نام ہے یا اس جگہ کا نام ہے جہاں کشتی کا پانی جمع ہوا تھا جہاں پانی ابھرا تو حضرت نوح علیہ السلام نے جان لیا اب کشتی میں سوار ہونے کا وقت ہوگیا۔

* امام بخاری نے اس سے مراد سطح زمین لی ہے

یئوس: فعول کے وزن پر ہے اور یہ مبالغہ کے صیغوں میں سے ہے اور یہ یئس سے ماخوذ ہیں اس کا معنی ہے امید کا منقطع ہونا۔

امام بخاری نے کہا ہے یہ تحسست سے ماخوذ ہے یہ ان کا تسامح (غلطی) ہے کیونکہ تمام سے ایسے مصدر سے مشتق ہوتے ہیں ناکہ فعل سے

تبتئس: امام بخاری نے اس کی تفسیر تحزن سے کی ہے اور اس آیت میں نوح علیہ السلام سے خطاب ہے

حاشیہ ۲: تستغشون

یہ باب افتعال سے ہے جیسے استغشوا یستغشوا جیسے استغشی یستغشی

وکان عرشہ علی الماء: یعنی آسمان و زمینوں کو پیدا کرنے سے پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا پانی کس پر تھا انھوں نے کہا ہوا کی پشت پر تھا اور کعب نے کہا اللہ نے سرخ یاقوت پیدا کیا پھر اللہ نے اس کی طرف ہیبت سے دیکھا تو کپکپاتا پانی ہو گیا پھر ہوا کو پیدا کیا اور پانی کو ہوا کی پشت پر رکھا پھر عرش کو پانی پر رکھا

باب ۶: قولہ ویقول الاشھاد ھؤلاء الذین کذبوا

النجوی: یہ اللہ اور مومنین کے درمیان مناجات ہے اس کو نجوی اسی لئے فرمایا کہ یہ کفار کی ندا کے مقابلے میں ہے ان لوگوں کے سروں پر سے ندا کی جائے گی

کنفہ: یعنی وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ہوگا ابن کثیر نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پیار اپنی رحمت کا پردہ رکھے گا یعنی اسکو چھپا لے گا اور

کنف: کا معنی ہے قرب یعنی اللہ اس کو قریب کرے گا اور حقیقت میں دونوں معانی اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہیں یہ حدیث متشابہات سے ہے

باب ۷: کذلک اخذ ربک اذا اخذ القری وھی ظالمۃ

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ پاک نے پچھلی امتوں کو ہلاک کیا اور ان کو عذاب میں گرفتار کیا

جس طرح جس سجھوں کو رحم والے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے انھی
حلاک کر دیا گیا طرح ہم ان کو بھی اللہ ایک عذاب میں گرفتار کرے گا

الرفد المرفود : کی تفسیر العون والمعین سے کی ہے یعنی وہ
بھی مدد بڑا انعام ہے۔ علامہ زمخشری نے بھی اسی طرح تفسیر کی ہے

اترفوا : امام بخاری نے اترفوا کی تفسیر کی ہے کہ وہ ہلاک کر دیئے گئے
حالانکہ اترفوا کا معنی ہے ناز و نعمت عیش و عشرت۔ شاید امام بخاری
کی مراد یہ ہے کہ اس عیش و عشرت نے ان کو سرکش بنا دیا اور
وہ ہلاک کر دیئے گئے

زفیر و شہیق : زفیر سخت آواز ہے شہیق پست آواز ہے
تفسیر میں مذکور ہے کہ یہ معلوم کو گلا وہ آواز ہیں ہیں
بعض مفسرین نے کہا ہے زفیر گدھے کی آواز ہے شہیق خچر کی
آواز ہے۔
امام ابو العالیہ نے کہا ہے کہ زفیر وہ آواز ہے جو حلق سے نکلتی ہو اور
شہیق وہ آواز ہے جو سینے سے نکلتی ہے

باب ۷ : واقم الصلوٰۃ طرفی النہار

اس آیت میں حضور ﷺ سے خطاب ہے
کہ صبح دن کے دو طرفوں میں نماز پڑھیں دن کے دو طرفوں سے
مراد فجر و مغرب ہے
ایک قول یہ ہے کہ ظہر و عصر ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فجر و ظہر ہے ان
میں پوری طرح رکوع و سجود کرے۔ نماز کا خصوصیت سے اس
لئے ذکر ہے کہ ایمان کے بعد نماز پڑھنے کا حکم ہے انسان مصائب
سے گھبرا کر نماز کی پناہ میں آتا ہے

زلفا من اللیل : رات کے قریب نماز پڑھو یعنی دن کی ان
ساعتوں میں نماز پڑھو جو رات کے قریب ہے

صلوٰۃ الزلف یعنی مغرب و عشاء کی نماز ہے کیونکہ زلف کی معنی قریب ہے

ان الحسنات یذھبن :-

نیکیوں سے مراد پانچ نمازیں ہیں

قول و سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ و اللہ اکبر ہے

عطاء نے کہا ہے کہ یہ باقیات صالحات ہیں اور سیئات سے مراد ہے گناہ صغیرہ ہیں

ذالک ذکرٰی للذاکرین :- (یعنی نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے)

پانچ نمازیں ایک قول یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت ، دوسرا قول نیکی پر قائم رہنا ۔ بالعموم سے جو ذکریٰ کا معنی ہے تو یہ دوسرا قول ہے کہ نصیحت

حاشیہ ۹ : سمیت مزدلفۃ :

اسی سے ماخوذ کرکے المزدلف کا نام رکھا گیا ہے کیونکہ اس میں لوگ رات کے اوقات میں آتے ہیں ایک قول ہے لوگ اس میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور اللہ سے نزدیک مرتبہ پانے کے لئے آتے ہیں دوسرا قول ہے کیونکہ لوگ اس میں جمع ہوتے ہیں 5)
دوسرا قول ہے کیونکہ اس میں کئی منازل ہیں جو جوہری نے کہا الزلفۃ اور زلفی کا معنی ہے قربت و منزلت ۔

ازدلفوا کا معنی اجتمعوا ہے ۔

اس میں یہ اشارہ ہے کہ ازدلاف اجتماع کے معنی میں آتا ہے اور یہ آگے بڑھنے کے معنی میں بھی آتا ہے ۔

ایک مرد نے عورت کا بوسہ لیا : اس مرد کا نام کعب بن عمرو ہے کنیت ابو الیسر ہے ایک قول ہے اسکا نام نبھان التمار (کھجور فروش) تھا ایک قول اسکا نام عمرو بن غزیہ تھا وہ بیعت عقبہ کے بعد غزوہ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور ان کی عمر 120 سال تھی

vivo Y20 2023.02.20 19:36

سورۃ الفتح

یہ سورت مدنی ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ سورت الحدیبیہ والمدینہ کے درمیان میں نازل ہوئی ہے جب آپ حدیبیہ سے واپس جا رہے تھے فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے دوسرا قول یہ ہے کہ فتح سے مراد فتح مکہ ہے سورۃ فتح میں ۲۹ آیات ہیں

حاشیہ ۶: اذ خرج وحدہ، جب آپ تنہا تھا رسالہ کو اللہ کی توحید کی دعوت دیتے رہتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت دی اور مکہ میں چند لوگ اسلام لے آئے اور اسکا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب کفار قریش نے آپ کو اذیت پہنچانے کے لئے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو آپ تنہا نکلے پھر حضرت ابو بکر آپ کے رفیق بن گئے پھر جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو اللہ نے انصار کے ساتھ آپ کو قوت دی

باب: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا :-

اس آیت سے مراد فتح مکہ ہے ایک قول کے مطابق فتح خیبر ہے ایک قول کے مطابق روم کی فتح ہے ایک قول کے مطابق اسلام کی فتح ہے ایک قول میں فتح بمعنی قضاء ہے یعنی ہم نے آپ کے لئے مکہ میں داخل ہونا پورا کر دیا

انا فتحنا لک فتحا مبینا: یہ سورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و ما فیہا سے اس لئے زیادہ محبوب تھی کہ اللہ نے آپ اگلے پچھلے ان تمام کاموں کی مغفرت فرما دی جو بظاہر خلاف اولیٰ تھے اور اس آیت میں آپ کے لئے فتح و آپ کے لئے نصرت کا ذکر ہے اور آپ پر پوری نعمت نازل کرنے کا ذکر ہے

باب ۷: قولہ لیغفر لک ما تقدم من ذنبک

ماتقدم: سے مراد ہے آپ سے پہلے باپ اور ماں حضرت آدم اور حضرت حوا کے گناہ۔ اور

ماتاخر: سے مراد ہے کہ آپ کی امت کے گناہ اور ایک قول یہ ہے کہ جو ہو چکے اور جو ہوں گے ان کی مغفرت کر دی گئی دوسرا

قول یہ ہے کہ مغفرت فتح کا سبب ہے یعنی ہم نے کیونکہ آپکی
مغفرت کرنی ہے اسلئے ہم نے آپکو فتح عطا فرمائی نیز فرمایا کہ
ہم نے آپ پر اپنی نعمت پوری کریں یعنی آپکو غلبہ و قوت
عطا فرمائی اور فرمایا تاکہ آپکو ہدایت دے یعنی آپکو ہدایت پر ثابت
و برقرار رکھے

حاشیہ: علما کثر لحمه: اس حدیث میں مذکور ہے کہ
جب آپکی عمر بڑھ گئی گوشت زیادہ ہو گیا علامہ داؤد نے اس لفظ
کا انکار کیا ہے اور کہا کہ صحیح یہ ہے کہ فلما بدن یعنی
آپ بوڑھے ہو گئے ہیں گویا کہ راوی نے اس کی تاویل گوشت
کے زیادہ ہونے سے کی ہے۔

علامہ ابن جوزی نے کہا ہے کہ کسی نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی صفت بیان نہیں کی کہ آپ موٹے ہو گئے تھے امام ابو عبیدہ نے کہا
کہ حدیث میں جو بدن کا لفظ ہے بعض نے بدن سے یہ گمان کیا
کہ آپ کا گوشت زیادہ ہو گیا تھا حالانکہ اسکا معنی ہے آپکی عمر زیادہ
ہو گئی تھی

سورۃ النجم:

یہ سورۃ نجم کی بعض آیات کی تفسیر ہے یہ
سورۃ مکی ہے۔
مقاتل نے کہا سوا اس آیت کے جو نبھا نامی کھجور فروش کے
متعلق نازل ہوئی اور وہ یہ آیت ہے۔ الذین یجتنبون

یہ سورۃ سورۃ الاخلاص کے بعد سورۃ عبس
سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ اس میں 62 آیات ہیں

والنجم: میں واؤ قسم کے لئے ہے، نجم سے مراد ثریا حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے عرب ثریا کو النجم کہتے ہیں
ستارے کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ طلوع ہوتا ہے اور طلوع ہونے والا
نجم ہے اھ

سورۃ فتح کا ---

سورۃ نجم کا :-

الهوا جب وہ غائب ہوجائے یا ساقط ہوجائے

ما صاحبکم

شعراء : مرزم الجوزاء ہے جو الجوزا ستارے کے بعد طلوع ہوتا ہے یہ دونوں ستارے شعراء ہیں پہلا ستارہ برج اسد میں ہے دوسرا ستارہ برج جوزاء میں ہے

(رؤیۃ اللہ کے بارے میں مسلم شریف سے یاد کرنا ہے)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے سبز قالین کو دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو بھر لیا تھا۔

ضحاک نے کہا اس سے مراد سدرۃ المنتہی ہے ایک قول ہے کہ اس سے مراد معراج ہے اور آپ نے اس رات کے سفر کی ابتداء و انتہاء ہے اور واپس آنے کے درمیان جو کچھ دیکھا ، ایک قول کے مطابق آپ نے حضرت جبریل کو اس صورت میں دیکھا جس صورت میں وہ آسمانوں میں ہیں

قال: رأی رفرفا: اس حدیث میں مذکور ہے کہ آپ نے رفرف کو دیکھا اور اس سے پہلی حدیث میں یہ مذکور تھا کہ آپ نے حضرت جبرئیل کو دیکھا جس کے چھ سو پر تھے بظاہر یہ دونوں حدیثیں متعارض ہیں ان دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق اس طرح ہے کہ حضرت جبرئیل موصوف ہیں اور انکی صفت یہ ہے کہ وہ رفرف پہنے تھے اور رفرف سے مراد حلہ ہے یعنی حضرت جبرئیل حلہ پہنے ہوئے تھے

رفرف اصل باریک ریشم

باب:

اللات کا لفظ "اللہ" سے ماخوذ ہے پھر اس کے ساتھ تانیث کی تاء ملا دی گئی ہے تو یہ مؤنث ہو گیا کتب تفاسیر میں مذکور ہے کہ لات طائف میں ایک چٹان کا نام ہے ایک قول ہے اللات ایک گھر میں درخت تھا قریش اس کی عبادت کرتے تھے۔

قولہ لا الہ الا اللہ: قسم اس معبود کی کھائی جاتی ہے جس کی تعظیم کی جاتی ہو، جب کسی شخص نے لات و عزیٰ کی قسم کھائی گویا اس نے ان بتوں کو ایسا معبود قرار دیا جس کی تعظیم کی جاتی ہو سو وہ لات و عزیٰ کی قسم کھانے کی وجہ سے اس عمل میں کفار کا مشابہ ہو گیا تو آپ نے اسکے تدارک کے لئے فرمایا کلمہ توحید پڑھے

تعال اقامرک: جس شخص نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ تیرے ساتھ جوا کھیلتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لئے فرمایا اسکو صدقہ کرنا چاہئے یعنی جس مال سے وہ جوا کھیلنا چاہتا تھا اس کو صدقہ کرے

اختلاف آئمہ

جب کوئی شخص لات و عزیٰ یا فلاں بت کی قسم کھائے یا کہے اگر فلاں کام کیا تو یہودی و نصرانی ہو جاؤں گا تو اسکی قسم منعقد نہیں ہوگی اسے چاہئے کہ استغفار کرے اور لا الہ الا اللہ کہے اس کے علاوہ کفارہ نہیں ہے۔ یہ امام شافعی و امام مالک و جمہور کا مذہب ہے۔

عند امام اعظم: اس پر اس ہر صورت میں کفارہ لازم ہے سواء اس کے کہ اس نے کہا ہو کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو یہودی ہوں

أهل المناة: مناة مکہ و مدینہ کے درمیان بت تھا یہ بت خزاعہ اور ھذیل کا تھا اس کا نام مناة اس لئے رکھا گیا ہے کہ جانوروں کا خون اس بت پر بہایا جاتا تھا اور عربی میں بہائے جانے کے لئے منی کا لفظ ہے اسی کی مناسبت سے مناة کا نام ہے

نیز قتادہ سے روایت ہے کہ اہل طائف کے بت کا نام لات تھا قریش کے بت کا نام عزیٰ تھا انصار کے بت کا نام مناة تھا۔

حدیث مذکورہ کی وضاحت:

عروہ کو یہ شبہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا حالانکہ سعی حج میں واجب ہے حضرت عائشہ نے ان کو سمجھایا کہ اگر کوئی گناہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا جو صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے اس پر گناہ نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو صفا و مروہ کی سعی کرے اس پر گناہ نہیں

اسلام سے پہلے غسان کے قبیلے مناة کی تعظیم کے لئے احرام باندھتے تھے صفا و مروہ میں ان کی تعظیم کے لئے سعی کرتے تھے پھر اسلام لانے کے بعد سعی کو مکروہ سمجھا کیونکہ سعی تو قبل الاسلام تعظیم مناة کے لئے کرتے تھے

بل، فسجدوا للہ

علامہ کرمانی نے کہا کہ مسلمین کے ساتھ مشرکین نے یہ سجدہ کیا تھا تو انہوں نے اپنے معبودوں کے لئے کر رہے ہوئے سجدہ کیا تھا

ایک قول یہ ہے کہ یہ او نیچے اڑان والے پرندے ان کی شفاعت کی امید کی گئی ہے۔ (یہ دو جملے شیطان نے القاء کئے تھے) یہ نہ عقلاً صحیح ہے نہ نقلاً۔

سورۃ واقعہ

مکی ہے ان آیتوں میں اختلاف ہے پہلی آیت اہل طائف کے متعلق نازل ہوئی ہے اور وہ فتح مکہ و فتح حنین کے وقت اسلام لائے تھے دوسری آیت وقت نازل ہوئی تھی جب آپ نے بارش کے لئے دعا کی تھی سورہ واقعہ میں 96 آیتیں ہیں واقعہ سے مراد قیامت ہے

بست: بسًّا کا ایک ہی معنی ہے یعنی وہ اس طرح ہو جائیں گے جیسے پسا ہوا گیلا ہوا اور عرب آٹے اور ستو کو بسیسہ کہتے ہیں

مخضود: خضد کا لغوی معنی ہے کاٹنا گویا کہ اس بیری کے درخت کے کانٹے کاٹے ہوئے ہیں

العربات ، العروبہ کی جمع ہے یہ العرب کا اسم مفعول ہے مجاہد نے تفسیر میں کہا جو بیوی اپنے خاوند کے نزدیک محبوب ہو۔

لمعلزمون الزام سے بنا ہے یعنی ہم پر ضرور تاوان لازم کیا گیا ہے

للمقوین: کی تفسیر امام بخاری نے للمسافرین سے کی ہے یہ لفظ القاء سے ماخوذ ہے اسکا معنی ہے خالی صحراء ویرانہ یعنی دور دراز کی وہ جگہ جو خالی و آبادی سے دور ہوں

امام بخاری نے جو کہا ہے کہ مواقع و موقع واحد ہیں اسکا معنی ہے لفظی اعتبار سے واحد ہیں نہ کہ معنی کے اعتبار سے

باب ، وظل ممدود ،

دائمی سایہ جس کو سورج مٹا نہ سکے ربیع سے منقول ہے یعنی عرش کا سایہ اس سائے کی مسافت 75 ہزار سال ہے۔

کتاب ، استتابة المعاندین والمرتدین وقتالھم

مرتدین سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلک معتدل سے تجاوز کرتے ہیں اور بغاوت کرتے ہیں اور علم کے باوجود حق کو رد کرتے ہیں

باب ، استتابة المعاندین

ظلم کا معنی ہے کسی چیز کو اسکی جگہ اور اصلی محل کے غیر میں رکھنا سمیں مشرک وہ ہے جو عبادت کو اسکے غیر محل میں رکھتا ہے ، کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ عدم سے وجود میں لایا اور وہ عدم سے وجود میں لانے والے کو اس کے مساوی قرار دیتا ہے اور نعمت کو غیر منعم کی طرف منسوب کرتا ہے اور عبادت کو اسکے محل میں نہیں رکھتا تو سب سے بڑا ظلم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔

أو لئیقن :

— گر بالفرض آپ نے شرک کیا تو آپ کے عمل ضرور ہو جائیں گے اور آپ ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے ،

اس آیت میں خطاب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے لیکن اس سے مراد آپ نہیں ہے کیونکہ آپ سے شرک کا صدور محال ہے شرک قطعاً کبیرہ ترین کی وجہ سے ہوتا ہے خطاب آپ سے کیا ہے اس سے مراد آپ کی امت ہے۔ کہ آپ کی امت کے کسی فرد نے شرک کیا تو اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور یہ اعمال اس وقت ضائع ہوں گے جب وہ امتی حالت شرک میں مر جائے

قولہ یلبسوا ایمانہم بظلم ۔

حاشیہ ۸ :

آپکہ ایمان و شرک کیسے جمع ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں میں جمع ہوا جو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری شفاعت کریں گے وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اسکے ساتھ شرک کیا

لیس بذالک ۔

حاشیہ ۹ :

یعنی ایمان پر مطلقاً ظلم مراد نہیں کہ جس نے مطلقاً ظلم کے ساتھ ایمان کو ملایا تو وہ بے خوف نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد ظلم عظیم اور وہ شرک ہے۔ یعنی جس نے ایمان کے ساتھ شرک ملایا تو اس کے لئے بے خوفی نہیں ہوگی

اکبر الکبائر

حاشیہ ۱۰ :

کبیرہ گناہ سے مراد قتل کرنا وغیرہ کبیرہ گناہ ہیں اور اسی طرح زنا وغیرہ اور جو بعض احادیث میں گناہ کبیرہ کے بارے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے اسی طرح زنا کرنا وغیرہ ان میں سے ہر ایک مقام کے تقاضے کے مطابق وارد ہے اور والدین کی عقوق و جھوٹی گواہی کا حال کے اعتبار سے یا مقام کے اعتبار سے جو مناسب ہے بعض اوقات لوگ اعتبار کریں تو آپ اس کے ذریعے ان کو زجر و توبیخ فرماتے

لیتہ سکت ۔

(۱۱)

اس پر یہ اعتراض ہے کہ صحابہ کرام نے آپ کے خاموش ہونے کی تمنا کی حالانکہ آپکے کلام سے اکتاہٹ نہیں ہوتی

اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس طرح کا ارادہ کیا

حاشیہ ۱۲ :

الم تر الی الذین ... پر اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ لفظ مفرد ہے یہ سوال کے مطابق ہوا کہ اس میں متعدد چیزوں کے متعلق سوال کیا گیا ہے
اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جب اعرابی نے کہا پھر اس کے بعد کیا ہے تو معلوم ہوا کہ اس نے کئی سے زائد کبائر کے متعلق سوال کیا تھا ۔
دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس میں مضاف مقدر ہے اصل عبارت یہ ہے کہ ما اکبر الکبائر
اس پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ کتاب الحدود میں ہے کہ الاشراک باللہ کے بعد دوسرا بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اولاد کو اس طور پر قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائے گی ۔
اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے اس کا قتل کرنے والا ہے

الیمین الغموس :

حاشیہ ۱۳ :

غموس کا معنی ہے جو اپنے صاحب کو گناہ یا دوزخ میں ڈبو دے

الذی یقتطع : یعنی وہ اس کے ذریعے قطع کرے یعنی اپنے مال کے ساتھ ملا لے اور یہ یمین غموس کی مثال ہے ۔ اور یمین غموس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ جھوٹی قسم ہے جس میں قسم کھانے والے کو علم ہوتا ہے کہ جس چیز کی قسم کھا رہا ہے وہ واقعہ کے خلاف ہے ۔

من احسن فی الاسلام :

حاشیہ ۱۴ :

جس نے اسلام لانے کے بعد نیک کام کئے اس طور پر کہ اس پر ہمیشگی اختیار کی اور گناہ چھوڑ دیے تو اس کے زمانہ جاہلیت میں کئے گئے کاموں پر مواخذہ نہیں کیا جائے گا

قال اللہ :

یعنی کفر و گناہ وغیرہ معاف کر دیئے جائیں گے
اس آیت سے امام اعظم نے استدلال کیا ہے کہ جب اسلام لائے

اسے اب متروکہ عبادات کی قضا لازم نہیں ہو گی۔

ومن اساء۔ حاشیہ ۱۰۔

اسلام میں برا کام کرنے سے مراد اپنے مذہب سے پھر جانا یعنی مرتد ہونا ہے یعنی وہ اسلام چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کر لیتا ہے تو اس کے داخل ہونے سے پہلے کے گناہ جس شرک کرنا گناہ کیا۔

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث پر اعتراض ہے کہ اسلام لانے کے بعد اسلام اس کے پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے قولہ تعالیٰ۔

اس حدیث کی تاویل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اسلام لانے کے بعد دوبارہ زمانہ جاہلیت کے کام کئے تو اسے عار دلائی جائے کہ کیا جاتا تھا تم نے کفر کی حالت میں یہ کام نہیں کیا تھا پھر اسلام لانے کے بعد تمہارے اسلام نے منع کیا اس کام کو دوبارہ کرتے ہو کیوں نہیں چھوڑو گے پھر اسے اس معصیت پر سزا دی جائے گی جو اس نے زمانہ اسلام میں کی۔

علامہ کرمانی نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ ہو سکتا ہے اسلام لانے کے بعد برا کام کرنے سے مراد یہ ہو کہ اس کا اسلام لانا صحیح نہ ہو یا اس نے ظاہر اسلام میں اخلاص نہ ہو جیسا کہ وہ منافق ہو۔

باب حکم المرتد والمرتدۃ

حاشیہ (۱)

وتقتل۔ امام ابو حنیفہ نے کہ عورت جب مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا

حاشیہ ۳۔ کیف یہدی اللہ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انصار

مروی ہے ایک مرد نے اسلام قبول کیا پھر مرتد ہو گیا اور اہانت اس کو ملحق
کیا پھر نادم ہوا کہ وہ حصول اس نے اپنی قوم کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف کسی شخص کو بھیج کر معلوم کرو کیا میری توبہ ہے
تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی ہے آیت ،

حاشیہ ۱۹، من یرتد منکم
محمد بن کعب القرظی نے کہا ہے کہ یہ آیت
قریش کے حکمرانوں کے متعلق نازل ہوئی ہے حسن بصری نے کہا
ہے یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو حضرت ابوبکر
کی خلافت میں مرتد ہو گئے تھے ،

حسن نے کہا کہ اس کا مصداق ابوبکر اور ان کے اصحاب ہیں .
امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا ہے کہ میں نے ابوبکر بن عیاش سے سنا یہ اہل
قادسیہ ہیں اور یہ معلوم نہیں کیا یہ سبائی قوم ہے .

حاشیہ ۷ لا جرم جس کا معنی ہے حقا ، اور جرم کا لفظ
بصریوں کے نزدیک فعل ہے کوفیوں کے نزدیک اسم ہے حقا کے معنی
میں ہے اس کے جواب میں لام داخل ہوتا ہے جیسے لا جرم لک
یعنی حق یہ ہے کہ میں ضرور
بعض بصریوں کے قول کے مطابق لفظ لا کفار کے قول کے رد کے لئے
ہے اور جرم بمعنی کسب ہے یعنی ان کا کسب کمائی دوزخ کی آگ ہے .

حاشیہ ۶ ،

یہ زندیق کی جمع ہے یہ فارسی کا لفظ ہے اس کو عربی
بنا لیا ہے زندیق کی تفسیر میں اختلاف ہے ،
(1) ایک قول ہے کہ جو شخص کفر کو چھپاتا ہو اسلام کو ظاہر کرتا ہو جیسے منافق
وہ زندیق ہے . (2) دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مجوسیوں کی ایک قوم ہے جو دو
خالق مانتی ہیں خیر کے خالق کو یزدان اور شر کے خالق کو اہرمن کہتے ہیں
(3) تیسرا قول ہے کہ جس کا کوئی دین نہ ہو وہ زندیق ہے .
(4) چوتھا قول ہے کہ جو زرتشت کی کتاب کی پیروی کرے
یہ روافض کی ایک جماعت ہے جن کو اسماعیلیہ کہتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ علی رضی

رسول اللہ نے ان کا خیمہ مسجد میں لگا دیا تھا وہ اہل جنت میں سے تھا۔
اسی حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو جلا دیا بعض نے کہا مرتدین کو جلایا بعض نے کہا بتوں کی پوجا کرنے والے ان کو جلایا

زندیق کے متعلق فقہاء کا اختلاف :-

زندیق کے متعلق فقہاء کا اختلاف ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں

امام مالک و احمد: اس کو قتل کیا جائے گا اسکی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

اسکے متعلق قول برعکس ہے ایک مرتبہ کہا قبول کی جائے گی ایک مرتبہ کہا نہیں کی جائے گی۔

امام شافعی: نے کہا اس سے اس طرح توبہ قبول کی جائے گی جس طرح مرتد سے کی جاتی ہے

ثم اتبعه ۔ حاشیہ 7:
(۹۰ھ)
بک سے دیکھ لیجیے۔

فلما قدم علیه ۔ حاشیہ 8:
کتاب المغازی میں یہ گزر چکا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ مستقل عمل تفویض کیا تھا اور ان دونوں میں سے ہر ایک جب یمن کی سرزمین میں پہنچا تو اپنے رشتہ دار سے ملاقات کرنے کے لئے گیا۔

۔ حاشیہ 9:
حضرت ابو موسیٰ کی عادت تھی جس کی تکریم کا ارادہ کرتے گدا بچھا دیتے تھے

حاشیہ 10، (11)
فان الزکوۃ حق المال: یہ اس کی دلیل ہے کہ نماز و زکوۃ میں فرق کرنا ممنوع ہے جان کا حق نماز ہے مال کا حق زکوۃ ہے۔

یعنی جس نے نماز پڑھ لی اس نے اپنی جان کو محفوظ کر لیا جس نے زکوۃ ادا کی اس نے اپنے مال کو محفوظ کر لیا۔ پس اگر اس نے نماز ترک کر دی تو قتال کیا جائے گا اور جس نے زکوۃ ادا نہ کی اس سے جبراً مال سے زکوۃ لی جائے گی۔ اگر وہ لڑنے کے لئے تیار ہوا تو اس سے قتال کیا جائے گا

عناقا:- عناقا بھیڑ بکری کی بچی بعض احادیث میں عقالا ہے مگر عناقا زیادہ صحیح ہے۔

باب: اذا عرض الذمی وغیرہ

عرض:- حاشیہ ۹

راوی تشدید کے ساتھ تعریض سے ماخوذ ہے لیکن یہ تصریح کے خلاف ہے کنایہ کی ایک قسم ہے امام بخاری نے عنوان میں کہا ہے وغیرہ ذمی کا غیر جیسے معاہد ہو اور وہ شخص جو ظاہراً اسلام کو ظاہر کرے اور یہ اس عنوان میں ذکر کیا کہ نبی کو سب و شتم کرے آپ کی تنقیص کرے صراحۃً ذکر کرے کنایۃً کرے جیسے السام علیک۔ اس کا جواب اگر سوال کیا جائے کہ السام علیک یہ تعریض نہیں ہے کیونکہ تعریض کہتے ہیں جس کے دو معنی ہو متکلم اس میں ایک معنی کا ارادہ کرے مخاطب کے ذہن میں دوسرا ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں تعریض کا اصطلاحی معنی مراد نہیں ہے۔ بلکہ تعریض سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص نبی کو کنایۃً سب و شتم کرے۔

ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری نے اس عنوان میں کوفیوں کے مذہب کو اختیار کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک جس نے نبی کو سب و شتم کیا یا آپ کے عیب نکالے اگر وہ ذمی ہے تو اسکو تعزیر لگائی جائے گی قتل نہیں کیا جائے گا۔

امام اعظم:- نے کہا اگر مسلمان تھا تو نبی کو کنایۃً سب و شتم کرنے کی وجہ سے مرتد ہو گیا اگر وہ ذمی ہے تو اس کا عہد ولو نہیں توڑا جائے گا

امام طحاوی: نے کہا رسول اللہ علیہ السلام سے یہودی کا السام علیک کہا اگر ایسی دعا کی مثل کوئی مسلمان کہے تو اس دعا کے سبب مرتد ہوگا قتل کیا جائے گا اور نبی علیہ السلام نے یہود میں سے ایسے کہنے والے کو قتل نہیں کیا کیونکہ یہود میں اس سے زیادہ سنگین چیز تھی وہ شرک باللہ کرتے تھے وہ نبی پر سب و شتم کرنے سے زیادہ سنگین ہے

باب قتل الخوارج

حاشیہ (۶)

خوارج خارجی کی جمع ہے یہ وہ جماعت ہے جو دین
سے نکل گئی اور ان کو خوارج اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ انہوں نے معزز
مسلمانوں کی طرف خروج کیا اور اس میں تحکیم سے انکار کیا اور جو
حضرت علی و معاویہ کے درمیان تھا ان خوارج کی تعداد چھ ہزار
تھی ایک قول ہے ۱۵ ہزار تھی وہ حضرت علی سے جدا ہو گئے حضرت علی نے
انہیں رجوع کرنے کا پیغام بھیجا انھوں نے رجوع نہ کرنے پر اصرار کیا حتی
کہ حضرت علی اپنے اوپر کفر کی شہادت دیں کیونکہ حضرت علی اس
تحکیم پر راضی رہے پھر ان کا اجماع ہو گیا کہ جو ان کے معتقد
کا عقیدہ نہ رکھے کافر ہے اور اسکا خون و مال مباح ہے۔ پھر جو
مسلمان ان کے پاس سے گزرتے یہ انکو قتل کر دیتے ان کے پاس سے
خبا عبد اللہ بن خباب الارت گزرے اور وہ حضرت علی کی طرف
سے ان بعض شہروں کے حاکم تھے اور ان کے ساتھ لشکر تھا تو
خوارج نے ان کو قتل کر دیا۔ حضرت علی کو یہ خبر پہنچی تو وہ اس
لشکر کو لیکر ان کی طرف نکلے جس کو انھوں نے اہل شام سے لڑنے
کے لئے تیار کیا تھا۔ النہروان میں جنگ ہوئی اور ان میں سے دس
ہزار سے بھی کم افراد بچ سکے۔

وما کان اللہ :

(حاشیہ ۷)

امام بخاری نے اس آیت کریمہ سے اس طرف اشارہ
کیا ہے کہ خوارج ملحدین سے قتال کرنا اس وقت واجب ہے جب
ان کے خلاف حجت قائم کی جائے اور دلائل سے ان کے باطل ہونے کو
ظاہر کیا جائے اس پر دلیل یہ آیت ہے اگرچہ اس میں یہ دلیل ہے کہ
اللہ عزوجل اپنے بندوں سے اس وقت تک مؤاخذہ نہیں فرماتا
حتی کہ اللہ ان کو بیان فرما دے کہ وہ کیا کام کریں کیا چھوڑیں

حاشیہ (۸) خدعۃ

اسکے معنی ہے جب میں تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب
کوئی بات بیان کروں اس میں کچھ کنایہ نہیں کرتا کچھ تعریض وغیرہ نہیں
چھپاتا

حاشیہ ۹:
فی آخر الزمان: اس پر یہ اعتراض ہے کہ یہ حدیث اس حدیث کے خلاف ہے جو ابو سعید کی اس روایت سے اس باب کے بعد مذکور ہے کیونکہ اس حدیث کا تقاضہ ہے کہ خوارج حضرت علی کی مخالفت میں نکلے تھے۔ علامہ ابن تیمیہ نے اس سوال کا جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں جو مذکور ہے کہ زمانے کے آخر میں خوارج نکلیں گے اس سے مراد ہے صحابہ کے زمانے کے آخر میں نکلیں گے۔

اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ صحابہ کا آخری زمانہ تو پہلی صدی پوری ہونے کے بعد تھا اور خوارج کا اس سے ۶۰ سال پہلے ظہور ہوا پھر علامہ ابن تیمیہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ ان حدیثوں میں اس طرح تطبیق ممکن ہے کہ آخری زمانے سے مراد خلافت نبوت کا آخری زمانہ ہے۔

حاشیہ: لا ادری

اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس باب کے ما بعد جو باب مذکور ہے اس کے اول میں یہ مذکور ہے کہ حضرت ابو سعید نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی نے ان کو قتل کیا اور میں حضرت علی کے ساتھ تھا تو انھوں نے یہ کیسے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حروریہ کیا ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ میں نہیں جانتا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو سعید کو وہ مکمل عبارت یاد نہیں تھی جس کو انھوں نے آپ ﷺ کے چند صفات بیان فرمائے تھے۔ اور وہ صفات حروریہ میں بھی پائے جاتے تھے۔ جیسے کہ اس پر دلالت ہوتی ہے کہ آپ نے جو وصف بیان کیا ہے۔ وہ حروریہ کا ہے۔

باب: من ترك قتال الخوارج

علامہ مہلب نے کہا ہے کہ تالیف قلب ابتداء اسلام میں ہوتی تھی جب کہ اس کی ضرورت تھی تاکہ ان کے ضرر کو ختم کیا جائے لیکن اس زمانہ میں اللہ نے اسلام کو سربلند کر دیا ہے جس میں تالیف قلب لازم نہیں ہے سوائے اس کہ تمام لوگوں کو اس کی ضرورت ہو اور اس وقت امام اور سربراہ ملک کے لئے تالیف قلب کرنا جائز ہے۔

علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ ان لوگوں جو لوگ امت کے خلاف خروج کریں اور امت کی جماعت کی ادائگی کو توڑیں تو ان کے خلاف خروج کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ رہا ذالخویصرہ تو شارع علیہ السلام نے اس کے قتل کرنے کو اس لئے ترک کیا تھا کہ آپ نے اسے اس کی جہل کی وجہ سے اسے معذور قرار دیا تھا اور آپ نے یہ خبر دی تھی کہ اس کی قوم سے ایسے لوگ نکلیں گے جو دین سے نکل جائیں گے جب ایسے لوگ نکلیں تو ایسے لوگوں سے قتال کرنا واجب ہے

حین فرقة (حاشیہ 6)

یعنی یہ اس زمانے کا واقعہ ہے کہ جب لوگ فرقوں میں بٹ گئے تھے داؤدی نے کہا کہ اس سے مراد جنگ صفین کا دن ہے۔ ایک روایت میں: علی خیر فرقة ہے یعنی اس زمانے کے افضل فرقہ ہے

قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ اس فرقہ سے مراد حضرت علی اور ان کے اصحاب ہیں یا اس سے مراد خیر القرون ہے اور وہ پہلا دور ہے۔

حاشیہ ۱۵ . فئتان :
دو جماعتوں میں سے ایک جماعت حضرت علی کی تھی
دوسری حضرت معاویہ کی تھی ۔

دعوة هما واحدة ، دعوتی سے مراد اسلام ہے یعنی دونوں اسلام کی موعد تھیں ، دعوت سے مراد اسلام ہے ، یعنی دونوں
دوسرا قول ہے کہ ان میں سے ہر فریق کا دعویٰ (اعتقاد) تھا کہ وہ حق پر ہے اور دوسرا باطل پر ہے ، یہ دونوں کا اجتہاد تھا وہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے ۔

باب : ما جاء فی المتولین

علماء کا اس بات میں اختلاف نہیں کہ ہر تاویل کرنے والا اپنی تاویل میں معذور نہیں اس کو ملامت نہیں کی جائے گی جبکہ اسکی تاویل عرب کے قوانین کے مطابق ہو یا اس کو بھی تاویل (دلیل) کا علم ہو ۔

حاشیہ ۱۱۰ ، علی سبعة أحرف

اس کا معنی ہے سات پر اور وہ تمام لغات میں فصیح ہے دوسرا قول یہ ہے کہ حرف سے مراد اعراب کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے مجھے عاصم کے حروف پر پڑھایا یعنی امام عاصم نے جس حروف کو اختیار کیا ،
3) تیسرا قول یہ کہ اس سے مراد توسیع و تسہیل ہے اور سات حروف میں حصر نہیں ہے

خلاصہ :-

یہ ہے کہ یہ سات قرأت ہیں ۔ ان میں سے ہر قرأت ان قراءات میں نہیں ہے بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ ساتوں قراءات فصیحہ میں ہوں

حاج:-

علماء نے کہا ہے کہ یہ ابو عوانہ کی غلطی ہے اور گویا
کہ اس کے اوپر یہ جگہ دوسری جگہ سے مشتبہ ہو گئی جس جگہ کو
ذات حاج کہا جاتا ہے اور یہ جگہ مدینہ و شام کے درمیان ہے جہاں
پر حج کرنے والے جاتے ہیں ~~مشہور~~ حاج کہتے تھے یہ ان کا وہم ہے اور
زیادہ صحیح یہ لفظ فاج ہے

تمت بالخیر

ماشاءاللہ نفیس
27-1-2023

اللہ کریم علم بے حساب
مغفرت فرمائے اور ایمان
نصیب فرمائے آمین